حقوق والدین

کا

اسلامی تصور

مؤلف:

محمد باقر مقدسی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

حقوق والدین کا اسلامی تصور
(قرآن وحدیث کی روشنی میں)
تالیف: محمد باقر مقدسی

انتساب

اپنے شفیق اور مہربان والدین کے نام۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وآلہ الطاهرین.

اس مختصر کتابچہ میں والدین کی عظمت انکے احترام اور حقوق کو قرآن وسنت کی روشنی میں نہایت مختصر اورسادہ الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تاکہ معاشرے کے تمام افراد والدین کی قدرومنزلت سے صحیح معنوں میں آگاہ ہوسکیں، چنانچہ عصرحاضر میں انسان جس برق رفتاری سے ظاہری ترقی اور خوشحالی کے منازل طے کر رہا ہے وہاں اتنی ہی تیزی سے انسانی معاشرے سے معنوی اور اخلاقی قدریں بھی ختم ہوتی دیکھائی دیتی ہیں ترقی کے نام پر اسلامی معاشرے پر مغربی تہذیب وتمدن کی بالادستی کے نتیجے میں اب ہمارے درمیان بھی ماں باپ کی عزت واحترام کا تصور گویا دفن ہو چکا ہے اب جوان بیٹے، بوڑھے ماں باپ کو تنہا چھوڑکر اپنی خوبصورت بیوی کو لے کر اپنے لئے پرعیش زندگی فراہم کرتے ہیں لیکن اس سے آگے وہ ماں باپ کی خدمت کو اپنی ڈیوٹی نہیں سمجھتے۔

جب کہ اسلامی تعلیمات اسکے برعکس ہیں اسلام نہ صرف زندگی میں والدین کے احترام اور خدمت کو واجب قرار دیتا ہے بلکہ انکے مرنے کے بعد بھی ان کے نام پر صدقہ، خیرات اور فاتحہ خوانی کی شکل میں انکے حقوق ادا کرنے پر زور دیتا ہے لہٰذا ان کے مرنے کے بعد ان کے نام کار خیر انجام نہ دینا حقیقت میں اسلامی تعلیمات سے واقف نہ ہونے کے مترادف ہے وگرنہ خداوندعالم نے ماں باپ کی عظمت کو اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ ماں باپ کی برکت سے زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی، دولت وثروت میں ترقی، معاشرے میں نیک نامی، مشکلات میں کمی عمر میں اضافہ اور روز قیامت کے عقاب سے نجات مل سکتی ہے لہٰذا خدا نے قرآن مجید میں متعدد آیات کریمہ میں اپنی اطاعت اور پرستش کے حکم کے ساتھ والدین سے نیک رفتاری سے پیش آنے کا حکم دیا ہے کہ یہ حقیقت میں اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کی عظمت خدا کی نظر میں بہت زیادہ ہے۔

لہٰذا والدین کے حقوق ہمارے کاندھوں پر اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا ادا کرنا ہر انسان کی بس سے خارج ہے کیونکہ قرآن اور روایات میں والدین کا حق اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ تم ماں باپ سے اف تک نہ کہو، نیز روایت میں فرمایا کہ ماں باپ کی طرف ناراضگی اور رغم وغصہ کی نگاہ سے دیکھنا عاق والدین اور جنت سے محروم ہونے کا باعث بنتا ہے لہٰذا آئمہ معصومین کے زرین اقوال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کے حقوق کتنے باریک اور سنگین ہیں جبھی تو مرحوم علامہ مجلسی نے اپنی گراں بہا کتاب (بحار) میں والدین کے حقوق سے مربوط روایات کو جمع کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ والدین کے حقوق کا ادا ہونا ہم جیسے عاصی افراد سے بہت مشکل ہے۔

لہٰذا اگر ہم اس قضیہ کی تحلیل کریں کہ حقوق والدین کی رعایت لازم ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقوق والدین کی رعایت کرنا انسانیت اور فطرت کا تقاضا ہے کیونکہ ماں باپ اولاد کے وجود میں علت کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا اپنی تمام تر توانائی اور جوانی اولاد کی فلاح وبہود اور پرورش میں صرف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تا کہ اولاد جوان اور صحت مند نظر آئے لہٰذا ان کے حقوق کو ادا کرنا حقیقت میں ایک قرضہ ادا کرنے کی مانند ہے جو ہمارے ذمہ پر تھا اور اس کو ادا کرنے کے نتیجہ میں کل ہمارے بچے بھی ہمارے حقوق کی رعایت کرینگے ۔

لہٰذا معصوم علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو تاکہ تمہارے بچے تم سے نیکی کریںلہٰذا اس طرح خیال کرنا کہ ہم معاشرے میں اپنی کوشش اور زحمت کے نتیجے میں کامیاب ہوئے ہیں ماں باپ کا کوئی دخل نہیں ہے ایسے خیال کا اسلام نے شدت سے منع کیا ہے لہٰذا مرحوم شیخ انصاری ؒجن کی شخصیت علم وتقوی کے حوالے سے کسی سے مخفی نہیں ہے ، اورتاریخ فقہاء تشیع میں شیخ انصاری کو مرکزیت حاصل ہے ، جب ان کی ماں دنیا سے گذر گئی تو آپ نے ان کے جنازہ پر دونوں زانوونکو زمین پر رکھ کر بہت زیادہ گریہ فرمایا تو یہ حالت دیکھ کر آپ کے شاگردوں میں سے ایک آپ کو تسلی دینے کے لئے قریب گیا اور کہنے لگا:

"اے استاد محترم! ایک عمر رسیدہ ماں کے جنازہ پر اس طرح رونا آپ کے علمی مقام ومنزلت کے ساتھ سازگار نہیں ہے لہٰذا تحمل کریں"

جب آپ نے یہ بات سنی تو کہا:

"اے آقا میرا علم اور مقام ومنزلت اسی ماں کی تربیت اور زحمت کا نتیجہ ہے اس سے ہٹ کر دیکھیں تو مجھ میں کوئی کامیابی اور صلاحیت نہیں پائی جاتی "

لہٰذا ایسی بات کرنا حقیقت میں والدین کی معرفت سے دوری کی علامت ہے۔

لیکن دور حاضر میںنااسلامی افکار اور تصورات پر مغربی افکار وتصورات غالب آنے کی وجہ سے بہت سارے باایمان اور مسلمان حضرات بھی اسلامی افکار اور تعلیمات دینی سے دور نظر آتے ہیں لہٰذا ہم نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا کہ "حقوق والدین کا اسلامی تصور" کے عنوان سے کچھ مطالب اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کروں، تاکہ ہم سب حقوق والدین سے بھرپور آگاہی کے بعد ان کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

خداوندکریم ہم سب کو اسلامی تعلیمات اور افکار سے آگاہ ہونے کی توفیق کے ساتھ والدین کا احترام اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اور اس ناچیز زحمت پر حضرت فاطمہ زہرا = کے صدقہ میں ذات باری تعالیٰ کی رضایت کا خواہاں ہوں۔

الاحقر باقر مقدسی ہلال آبادی

حوزہ علمیہ قم المقدسہ

۲۲/ ذیقعدۃ الحرام ۱۴۲۳ق ھ

پہلی فصل

احترام والدین

الف۔ قرآن کی روشنی میں

ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِی إِسْرَائِيلَ لاَتَعْبُدُونَ إِلاَّ اللهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾[۱]

ترجمہ: اورجب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت اورپرستش نہ کرنا اورماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

تحلیل آیت:

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالی دو مطلب کی طرف پوری بشریت کی توجہ کو مبذول فرماتا ہے.توحید عبادی ،یعنی عبادت اورپرستش کا مستحق صرف خدا ہے، عبادت اورپرستش میں کسی کو شریک قرار دینا اس آیت کے مطابق شرک ہے کیونکہ

---

(۱)بقرۃ آیت ۸۳.

خدانے نفی اور اثبات کی شکل میں فرمایا: لاتعبدون الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرنا کہ یہ جملہ حقیقت میں تو حید عبادی کو بیان کرنا چاہتا ہے اور علم کلام میں تو حید کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ تو حید ذاتی کہ اس مطلب کو متعدد عقلی اور فلسفی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے۔

۲۔ تو حید صفاتی ۔

۳۔ تو حید افعالی۔

٤۔تو حید عبادی۔ توحید عبادی سے مراد یہ ہے کہ صرف خدا کی عبادت کریں ۔کسی قسم کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھرائیں ۔ لہذا ریا جیسی روحی بیماری کو شریعت اسلام میں شدت سے منع کیا گیا ہے اور شرک کو بد ترین گنا ہوں میں سے قرار دیا گیا ہے ۔ جیسا کہ خدانے صریحا آیت شریفہ میں بیان کیا ہے کہ تمام گناہ تو بہ کے ذریعہ معاف ہو سکتے ہیں الا الشرک مگر شرک کے کہ اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا ۔

۲۔ دوسرا مطلب جو خدا نے تو حید عبادی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے "وباالوالدین احسانا"کا جملہ ہے یعنی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

دنیا میں ہر انسان فطری طور پر اس چیز کا معترف ہے کہ وہ خود بخود وجود میں نہیں آیا ہے بلکہ کسی اور انسان کے ذریعہ عدم کی تاریکی سے نکل کر وجود کی نعمت سے مالا مال ہوا ۔ لہٰذا انبیاء الٰہی کی تعلیمات اور تاریخی حقائق کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے پوری بشریت تین قسموں میں تقسیم ہوتی ہے :

۱۔ یا تو انسان کو والدین کے بغیر خدا نے خلق کیا ہے یہ سنت کائنات میں صرف حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء کے ساتھ مخصوص ہے لیکن حضرت آدم کے بعد خدا نے بشر کی خلقت میں والدین کے وجود کو جز علت قرار دیا ہے، یعنی والدین کے بغیر حضرت آدم (ع) اور حضرت حوا کے بعد کسی کو وجود نہیں بخشا ہے ۔

۲۔ بشریت کی دوسری قسم کو صرف ماں کے ذریعے لباس وجود پہنایا ہے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کہ اس قصہ کو خدا نے قرآن مجید میں مفصل بیان کیا ہے ، پیدائش کا یہ طریقہ بھی محدود ہے اور صرف حضرت عیسیٰ سے مخصوص ہے۔

۳۔ تیسری قسم وہ انسان ہے جسے اللہ نے والدین کے ذریعہ وجود میں لایا ہے۔

لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ باقی سارے انسان ماں باپ کے ذریعہ وجود میں آئے ہیں اسی لئے والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا ہر انسان کی فطری خواہش ہے، اگرچہ معاشرہ اور دیگر عوامل کی تاثیرات اس فطری چاہت کو زندہ اور مردہ رکھنے میں حتمی کردار ادا کرتی ہیں۔

پس اگر معاشرہ اسلامی تہذیب وتمدن کا آئینہ دار ہو تو یہ فطری خواہشات روز بروز زندہ اور مستحکم ہو جاتی ہیں، لیکن اگر کسی معاشرہ پر غیر اسلامی تہذیب وتمدن کی حکمرانی ہو تو فطری خواہشات مردہ ہو جاتی ہیں اور والدین کے ساتھ وہی سلوک روا رکھتے ہیں جو حیوانات کے ساتھ رکھتے ہیں۔

لہٰذا دور حاضر میں بہت ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ اکثر اولاد والدین کے ساتھ نہ صرف حسن سلوک نہیں رکھتے بلکہ بڑھاپے اور ضعیف العمری میں بیمار ماں باپ کی احوال پرسی اور عیادت تک نہیں کرتے، حالانکہ اولاد اپنے وجود میں والدین کی مرہون منت ہیں اور ان کی کامیابی پرورش اور تربیت میں والدین کی زحمتوں اور جانفشانیوں کا عمل دخل ہے۔

لہٰذا روایت میں والدین سے طرز معاشرت کا سلیقہ اور ان کی عظمت اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی اور احسان یہ ہے کہ تم والدین کو کوئی بھی تکلیف نہ پہنچنے دیں، اگر تم سے کوئی چیز مانگے تو انکار نہ کریں، ان کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرے ان کے پیش قدم نہ ہو ان کی طرف تیز نگاہ سے نہ دیکھو اگر وہ تمھیں مارے تو جواب میں کہو:

"خدایا ان کے گناہوں کو بخش دے اور اگر وہ تمھیں اذیت دے تو انہیں اف تک نہ کہو"۔[۱]

دوسری آیت:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلاَتُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾[۲]

اور خدا ہی کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھراؤاور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

تفسیر آیت:

خداوند کریم اس آیت شریفہ میں تین نکات کی طرف اشارہ فرماتا ہے:

۱۔ اللہ کی عبادت کریں۔

۲۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں ۔

۳۔ ماں باپ کے ساتھ اچھے رفتار سے پیش آئے ۔

تفسیر عیاشی میں "وبالوالدین احسانا" کے ذیل میں سلام جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آبان بن تغلب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں نقل کیا ہے:

---

(۱) ترجمہ حافظ فرمان علی ص ۱٦ حاشیہ.

(۲) سورہ نساء آیت ۳٦.

"نزلتْ فی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وفی علی علیه السلام" یعنی یہ آیت ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ حضرت پیغمبر اکرم ﷺ اور حضرت علی علیہ اسلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی کہ ان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آئیں۔ نیز ابن جلبہ سے منقول روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

" اناوعلی ابوا هذه الامة"

یعنی میں اور علی علیہ السلام اس امت کے باپ ہیں پس ان دو روایتوں کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ وبالوالدین احسانا سے حضرت پیغمبر اور حضرت علی مراد ہے لہٰذا سوال یہ ہے کہ کیوں پیغمبر اکرم ﷺ اور حضرت علی کے بارے میں وبالوالدین کا جملہ استعمال ہوا جب کہ عربی زبان میں والدین سے مراد ماں باپ ہیں۔

جواب یہ ہے جیسا کہ والدین اپنے بچوں کی تربیت اور ترقی وتکامل کے لئے ہر قسم کی زحمتیں اور مشکلات برداشت کرتے ہیں، حضرت پیغمبر ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام پوری زندگی امت اسلامی کی تربیت اور روحی وفکری نشوو نما کی خاطر ہر قسم کی سختیوں اور رکاوٹوں کو تحمل کرتے رہے۔

لہٰذا قرآن کی نظر میں جہاں والدین سے حسن سلوک ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے اسی طرح اولیاء خدا کی اطاعت وفرما نبرداری بھی ایمان کا لازمی حصہ ہے، اس لئے وبالوالدین احساناً حضرت رسول اکرم ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہونا ہماری بات کے ساتھ نہیں ٹکرارہا ہے۔

تیسری آیت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾[1]

اے رسول کہدو کہ تم آؤ جو چیزیں تمہارے پروردگار نے حرام قراردیا ہے کہ وہ تمھیں پڑھ کر سناؤں وہ یہ ہے کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک نہ ٹھراؤ اورماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

تفسیر آیت:

اللہ تعالی نے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر۸۳/اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۱۵۲/اور سورہ نساء کی آیت ۳۶/ میں ایک ہی مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کریں، صرف خدا کی عبادت کریں۔ اور کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائیں کیونکہ شرک (جیسا کہ پہلے بھی اشارہ ہوا) اسلام میں سب

---

(۱)سورہ انعام ۱۵۲.

سے بڑا گناہ محسوب ہوتا ہے۔

چوتھی آیت:

ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّکَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾[1]

اور تمہا رے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی اور اچھا سلوک کرنا۔

تفسیر آیت:

چنانچہ اس آیت شریفہ میں دقت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آیات گذشتہ میں خدا نے توحید عبادی کے ساتھ احترام والدین کا تذکرہ فرمایا ہے اسی طرح اس آیت میں بھی توحید عبادی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی نظر میں توحید کے اقرار کے بعد اہم ترین ذمہ داری احترام والدین ہے کیونکہ ان چاروں آیات میں خدا نے صریحا فرمایا کہ صرف میری عبادت کرے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں تعجب آور بات ہے کہ بحیثیت مسلمان قرآن مجید کی شب

---

(۱)سورہ اسرائیل آیت ۲۳.

وروز تلاوت کے باوجود بعض افراد ایسی عظیم ذمہ داری سے شانہ خالی کئے بیٹھے ہیں لہٰذا ہر معاشرے میں بہت سے والدین مشاہدہ میں آتے ہیں جو اپنی اولاد سے ناراض اور ناامید دنیا سے رخت سفر باندھ لیتے ہیں ۔

ب۔ فطرت کی روشنی میں

جب انسان عقل وشعور اور رشد فکری کا مرحلہ طے کرتا ہے تو اپنے اور کائینات کی دوسری مخلوقات کے بارے میں غورو فکر کرتا ہے اور یہ درک کر لیتا ہے کہ اس میں اور باقی مخلوقات میں فرق ہے، لہٰذا وہ اپنی زندگی کو ایک منظم اور باارادہ زندگی قرار دیتا ہے اور زندگی کے نشیب و فراز میں ما ں باپ ہی کو اپنا ہمدرد اور مددگار تصور کرتا ہے، قدرتی طور پر اس کا دل والدین کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے ان کے چہرے کی زیارت تسکین قلب کا وسیلہ ہے جب کہ ان سے دوری انسان پر شاق گزرتی ہے ۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ والدین کا احترام اور ان سے محبت کرنا زمان ومکان سے بالاتر فطری امر ہے۔

اگرچہ یہ بھی اپنی جگہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ معاشرتی اور بیرونی عوامل اس فطری اور طبیعی چاہت پر اثر انداز ہوجاتے ہیں اور اس کی شدت وضعف یا کمی بیشی کا باعث ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کی متعدد آیات میں والدین کا احترام کرنا کسی خاص گروہ سے مخصوص نہیں کیا ہے ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِی مَا لَيْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ فَلاَتُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُکُمْ فَأُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾[1]

اور ہم نے انسانوں کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤں کرنے کی نصیحت کی ہے اور اگر وہ تمھیں میرے ساتھ کسی چیز کے شریک ٹھہرانے پر مجبور کریں کہ جس کا تمھیں علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا (کیونکہ) تمھیں میری طرف ہی لوٹ کرآنا ہے پس جو کچھ تم نے (دنیامیں) انجام دیئے ہیں تمھیں خبر دونگا۔

شان نزول آیت:

اس آیت شریفہ کا شان نزول یونذکر ہوا ہے کہ سعد بن وقاص کہتا ہے کہ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا جب میں مسلمان ہوا تو ماں نے کہا کہ تو نے یہ کون سا دین اختیار کیا ہے اس کو چھوڑدے ورنہ میں کھانا پینا ترک کروں گی یہاں تک کہ مرجاؤں اور لوگ تجھے ملامت کریں گے کہ ماں کا قاتل ہے میں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں آخر اس نے کھانا پینا چھوڑدیا جب دو وقت گزر گئے تو میں نے کہا اے اماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک مجھ سے جدا ہو اور میں دیکھتا رہوں تو بھی

---

(۱) سورہ عنکبوت آیت ۸۔

میں اپنا دین ترک نہیں کر سکتا لہٰذا کھائیں اور پیئںورنہ تجھے اختیار ہے ۔

تفسیر آیہ شریفہ :

خدا نے مذکورہ آیت میں انسانوں سے خطاب کرکے یہ بتلایا ہے کہ والدین کا احترام رکھنے کا جذبہ اور شعور اللہ تعالی نے پہلے سے ہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کرر کھا ہے ، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر والدین اپنے کسی فرزند کو اسلامی اصول وضوابط اور احکام خداوندی پر عمل پیرا ہونے سے منع کرے تو واجب الا طاعت نہیں ہیں کہ حقیقت میں یہ جملہ والدین کے احترام کی حد بندی کی توضیح دینا چاہتا ہے۔

دوسری آیت:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴾[۱]

اور ہم نے پورے انسانوں کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (کیونکہ) اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں سختی پر سختی

---

(۱)سورہ لقمان آیت ١٤.

کے ساتھ برداشت کیا ہے اور اس کی دودھ بڑھائی بھی دوسال میں ہوئی ہے ۔

لہٰذا میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو کہ تمھاری باز گشت میری طرف ہی ہے۔

تفسیر آیت :

اس آیت شریفہ میں دو مطلب کی طرف اشارہ ہے:

۱۔احترام والدین کا حکم فطرت انسان سے مربوط ہے لہٰذا احترام والدین مسلمانوں کے ساتھ مختص نہیں ہے ۔

۲۔ماں کے احترام اور اس کے ساتھ نیکی کرنے کی علت بھی ذکر کی گئی ہے یعنی ماں کا احترام لازم ہے کیونکہ ماں نے نو ۹/ ماہ تک سختی کے ساتھ پیٹ میں تمھاری حفاظت کی ہے پھر دوسال تک دودھ پلانے کی خاطر زحمتیںاٹھائی ہیں، لہٰذا حقیقت میں دیکھا جائے تو ماں باپ فرزندان کے منعم اور محسن ہیں اور ہر منعم فطری طور شکر گزاری کا مستحق ہے گویا اللہ تعالی یہ فرمارہا ہے کہ جس طرح میں تمھارا منعم ہوں، اسی طرح والدین بھی تمھارے منعم ہیں ، جس طرح اللہ پر اعتقاد رکھنا ، ان سے محبت کرنا فطری امر ہے اسی طرح والدین سے محبت کرنا اور انکا احترام رکھنا بھی فطرت کا تقاضاہے لہٰذا دونوں آیتوں میں و وصینا الانسان کو الف لام کے ساتھ ذکر کیا ہے ،جوتمام انسانونکے اس امر میں مساوی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

تیسری آیت:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ﴾[1]

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی نصیحت کی ہے (کیونکہ) اس کی ماں نے بہت رنج اور مشقت کے ساتھ شکم میں اس کو برداشت کیا ہے اور بہت ہی رنج کے ساتھ جنا ہے۔

تفسیر آیت:

ان تینوں آیات کا مدلول ایک چیز ہے کہ خدا نے فرمایا ہے. کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احترام اور اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے. دوسرا مطلب والدین کی اطاعت اور احترام کی حدبندی بھی کی گئی ہے یعنی خالق کی اطاعت کے بعد اولین واجب الاطاعت والدین ہیں لیکن والدین کی اطاعت اور احترام یہاں تک واجب ہے کہ وہ خالق کے مخالفت اور شریک ٹھرانے کا حکم نہ دیں اگر والدین

---

(۱)سورہ احقاف آیت ۱۵.

سے ایسا حکم صادر ہو جائے تو ماننا ضروری نہیں ہے، تیسرا مطلب یہ ہے کہ باپ سے بھی زیادہ ماں کا احترام لازم ہے۔

لہٰذا ان آیات کی روشنی میں بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ والدین کا احترام رکھنا کسی خاص مذہب اور فرد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اس لئے توریت میں احترام والدین کے بارے میں مستقل ایک فصل ہےیہاں تک کہ والدین کے ساتھ بدگوئی کرنے یا ناسزا کہنے کی صورت میں پھانسی کا حکم مذکور ہے۔

ج۔ سنت کی روشنی میں

چنانچہ گذشتہ بحث سے بخوبی روشن ہوا کہ والدین کے ساتھ احترام اور ان سے نیک برتاؤں کا حکم ادیان الٰہی میں سے صرف اسلام سے مخصوص نہیں ہے، جیسا کہ قرآن کریم تمام کتب آسمانی کا خلاصہ اور ترجمان کی حیثیت سے حضرت یحيٰ علیہ السلام کی یوں توصیف کررہا ہے:

﴿وَكَانَ تَقِيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ ﴾[١]

اور وہ پرہیزگار اور ماں باپ کے ساتھ نیکوکار تھے۔

.نیز حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہورہا ہے:

---

(١)سورہ مریم آیت ١٣، ١٤.

﴿يَاأُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا﴾[۱]

(ترجمہ) اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تو تیری ماں بدکارہ تھی (لہٰذا یہ کیا کیا ہے) تو حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا (کہ کچھ پوچھنا ہے اس سے پوچھ لو) وہ کہنے لگے کہ ہم پنگوڑے میں موجود بچے سے کیسے گفتگو کریں (اس وقت وہ بچہ) بولنے لگا کہ بیشک میں خدا کا بندہ ہوں مجھ کو اللہ نے کتاب (انجیل) عطا کی ہے اور مجھ کو نبی قرار دیا ہے۔ اور جہاں کہیں رہوں خدا نے مجھ کو مبارک قرار دیا ہے اور جب تک زندہ رہوں نماز انجام دینے اور زکواۃ دینے کی نصیحت کی ہے اور مجھے اپنی ماں کا فرمانبردار بنایا ہے اور (الحمدللہ) نافرمان اور سرکش قرار نہیں دیا ہے۔

---

(۱) سورہ مریم آیت ۲۸ تا ۳۲.

تفسیر آیت:

آیہئ شریفہ میں ایک مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ باپ کے بغیر وجود میں آئے جو عادت اور طبیعت کے خلاف تھا اس لئے حضرت مریم کے خاندان والوں نے ان کو برا بھلا کہا اور ان کی سرزنش کی یہاں تک کہ حضرت مریم (ع) کو ہارون نامی بدکار شخص کی بہن کہہ کے پکارا لیکن خدا نے اس تہمت کو اپنی قدرت سے یوں دور کیا کہ اللہ کے حکم سے حضرت عیسی علیہ السلام نے گہوارے میں ہی ان سے ہم کلام ہو کر انہیں لاجواب کردیا .دوسرا مطلب یہ ہے کہ دونوں آتیوںمیں حضرت عیسیٰ (ع) اور حضرت یحيٰ (ع) کی والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کا تذکرہ ہوا ہے تا کہ یاددہانی ہوجائے کہ والدین سے خیر وبھلائی کا حکم تمام آسمانی ادیان میں بیان ہوا ہے اور دین اسلام تمام ادیان الٰہی کا نچوڑ ہونے کی حیثیت سے اس کا ترجمانی کرتا ہے اسی لئے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے ۔

جناب مرحوم کلینی نے اپنی گراں بہا کتاب اصول کافی میں مفصل ایک باب اسی عنوان کے ساتھ مخصوص کیا ہے،جس میں معصومین علیہم السلام سے مروی روایات کو جمع کیا ہے جن میں سے چند روایات بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے ، ابن محجوب خالدبن نافع سے وہ محمدبن مروان سے روایت کرتا ہے:

قال : سمعت ابا عبد الله علیہ السلام یقول ان رجلا اتی النبی صلی الله علیہ والہ وسلم فقال یا رسول الله اوصنی فقال لا تشرک بالله شیأاً وان حرقّت بالنار، وعذبت الا وقلبک مطمئن بالا یمان ووالدیک فاطعمهما وبرّهما حیین کا نا او میتین وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک فافعل، فان ذالک من الایمان ۔[1]

(ترجمہ) محمد بن مروان نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن ایک شخص پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا اے خدا کے رسول ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کبھی بھی خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھرائے اگرچہ تجھے آگ میں جلادیا جائے اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچا دے پھر بھی اطمینان قلبی سے رہو، اپنے والدین کو کھانا کھلاتے رہو اور ان کے ساتھ نیکی کر و نچا ہے وہ زندہ ہوں یا مردہ اگرچہ وہ تجھے اپنے اہل وعیاں اور مال ودولت سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم دیں تو پھر بھی اطاعت کریں کیونکہ یہی ایمان کی علامت ہے ۔

تفسیر و تحلیل:

اس حدیث شریف میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے پیغمبر اکرم ﷺ کے

---

(۱)کافی ج۲ ص ۱۲۶.

حوالے سے دو مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ ایک یہ کہ شرک بہت بڑا جرم ہے۔ کہ اس جرم کا کبھی بھی مرتکب نہ ہو دوسرا والدین کے ساتھ نیکی کرنا کہ ان دو چیزوں کی رعایت سے سعادت دنیوی واخروی سے بہرمند ہو سکتا ہے ۔

دوسری روایت :

دوسری روایت کو حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے انہوں نے جناب وشا سے انھوں نے منصور بن حازم سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

"قال قلت ای الا عمال افضل قال الصلواة بوقتها وبِرُّ الوالدین والجهاد فی سبیل الله عز وجل "[1]

(ترجمہ) ابن حازم نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اعمال میں سب سے بہترین کون سا عمل ہے ؟تو آپ نے فرمایا:

"نماز کو مقررہ وقت پر پڑھنا اوور والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔"

اس حدیث میں تین ایسے کاموں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو باقی سارے اعمال سے افضل ہیں نماز کو اس کے مقررہ وقت پر انجام دینا کہ ہمارے معاشرے

---

(۱)کافی ج ۱ص۱۲۷.

میں نماز تو انجام دیتے ہیں لیکن وقت کی رعایت نہیں کرتے ایسے افراد کو اگرچہ تارک الصلوۃنہیں کہا جاتا مگر نماز کو عذر شرعی کے بغیر اسکے مقررہ وقت پر انجام نہ دینے کی خاطر ثواب میں کمی ہو جاتی ہے ۔

دوسرا والدین کی خدمت ہے.والدین عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے جتنے ضعیف ہوں ،بڑھاپے کی وجہ سے ظاہری حلیے میں تبدیلی آگئی ہو اورمزاج کے اعتبار سے ہمارے مخالف ہوں پھر بھی انکی خدمت خدا کی نظر میں بہترین کاموں میں سے ہے۔

تیسرا راہ خدا میں جہاد ہے جو اس مادی دور میں انسان کے لئے بہت مشکل کام ہے لیکن نتیجہ اور عاقبت کے لحاظ سے بہترین اعمال میں سے شمار ہوتاہے۔

تیسری روایت :

علی ابن ابراہیم نے محمد بن عیسی سے وہ یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے درست بن ابی منصور سے اور وہ امام موسی کاظم علیہ السلام سے یوں نقل کرتے ہیں:

قال سئل رجل رسول الله صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم ماحق الوالد علی ولده قال لا یسمیه بأ سمه ولا یمشی بین یدیه ولا یجلس قبله ولاسب له۔[۱]

---

(۱)کافی ج۲ ص ۱۲۷ .

ترجمہ: امام ہفتم (ع) نے فرمایا کہ ایک دن کسی شخص نے پیغمبر اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ باپ کا حق فرزند پر کیا ہے ؟
تو آپ نے فرمایا کبھی نام سے ان کو نہ پکارے پیش قدم نہ ہو ۔چلتے ہوئے ان کے آگے نہ ہو ان کو پشت کر کے نہ بیٹھیں اور گالی گلوچ نہ دے ۔

چوتھی روایت:

علی ابن ابراہیم نے محمد بن علی سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انھوں نے محمد بن مروان سے اور وہ امام ششم سے نقل کرتے ہیں :

"قال ابوعبداللہ علیہ السلام ما یمنع الرجل منکم ببر والدیہ حیین او متیین یصلی عنھما ویتصدق عنھما ویحج عنھما ویصوم عنھما فیکون الذی صنع لھما ولہ مثل ذالک فیزیدہ اللہ عز وجل ببرّہ وصلتہ خیراً کثراً" (۱)

محمد بن مروان نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کون سی چیز تمہارے والدین کے ساتھ نیکی کرنے میں رکاوٹ ہے؟ چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ نیکی کرنا چاہیئے ان کی طرف سے نماز پڑھے ان کے نام سے صدقہ دے اور ان کی طرف سے حج بجالائے اور ان کے حق میں روزہ رکھیں تاکہ خداوندعالم اس

---

(۱)اصول کافی ج۲ ص ۱۲۷.

نیک برتاؤ اور صلہ رحمی کی خاطر اسے خیر کثیر سے مالامال فرمائے۔

پانچویں روایت:

محمد بن یحیٰ نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے:

"قلت لابی الحسن الرضا علیه السلام ادعو لوالدی اذا کانا لا یعرفان الحق قال ادع لهما وتصدق عنهما وان کانا حیین لایعرفان الحق فدارهما فان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ان الله بعثنی بالرحمة لا بالعقوق"

معمر بن خلاد کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا میں اپنے ماں باپ کے حق میں دعا کرسکتا ہوں جب کہ وہ دونوں حق سے بے خبر ہوں، تو آپ نے فرمایا کہ ان کے حق میں دعا کریں اور ان کی طرف سے صدقہ دیں اگر وہ زندہ ہیں اور حق سے بے خبر ہیں تو ان کے ساتھ مدارا کریں، کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے نہ جدائی ڈالنے اور آپس میں دوری کے لئے۔(۱)

---

(۱)اصول کافی ج۲ ص ۱۲۷.

چھٹی روایت:

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم من ابرُّ قال امّک قال ثم من، قال امّک، قال ثم من؟ قال امّک قال ثم من؟ قال اباک"[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: اے خدا کے رسول ﷺ کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر پوچھا پھر کس کے ساتھ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پھر پوچھا: اس کے بعد فرمایا: اپنی ماں چوتھی دفعہ پوچھا کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ نیکی کر۔

اس روایت میں سائل نے تین دفعہ پیغمبر اکرم ﷺ سے پوچھا: آپ ﷺ نے تینوں دفعہ ماں کی خدمت کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کی خدمت باپ کی خدمت سے زیادہ اہم ہے، انشاء اللہ اس سلسلے میںماں کی عظمت کے عنوان سے مفصل بحث ہوگی۔

---

(۱)کافی ج۲ ص ۱۲۸.

ساتویں روایت:

امام جعفرصادق علیہ السلام سے منقول ہے:

" قال جاء رجل وسأل النبی صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم عن برالوالدین فقال اَبرّر امک ابررامکّ ابرر اباک ابرر اباک وبداء بالامّ قبل الأب"(۱)

امام جعفرصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص پیغمبر ﷺ کی خدمت میں آیا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں پوچھا تو آنحضرت (ع) نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرے اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر(پھر فرمایا) اپنے باپ کے ساتھ نیکی کراپنے باپ کے ساتھ نیکی کر اپنے باپ کے ساتھ نیکی کر پیغمبر ﷺ نے باپ کی خدمت سے پہلے ماں کی خدمت کو ذکر فرمایا اس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ماں کی عظمت اور اہمیت باپ سے زیادہ ہے۔

د۔ سیرت انبیاء کی روشنی میں

اگر کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کی سیرت کا مطالعہ کرے تو بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ والدین کی خدمت انبیاء، اورآئمہ معصومین کی سیرت ہے لہذا ہرنبی نے اپنے دور نبوّت میں اپنی امت سے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی سفارش کی ہے چنانچہ حضرت شیث بن آدم علیہ السلام نے سولہ نیک خصلتوں کی تاکید کی ہے ان

---

(۱)کافی ج ۲ ص ۱۳۰.

میں سے چوتھی خصلت والدین کی خدمت سے متعلق ہے نیز حضرت نوح علیہ السلام (جو دنیا سے گذرے ہوئے انبیاء میں سے سب زیادہ دنیا میں زندگی کرنے والی ہستی ہے جیسا کہ روایت ہے :

"روی ان جبرئیل علیه السلام قال لنوح علیه السلام یا اطول الا نبیاء عمر ا کیف وجدت الدنیا قال کدارٍ لها بابان دخلت من احد هما وخرجت من الاخر"(۱)

یعنی روایت کی گئی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا اے سارے پیغمبروں میں سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والے بنی دنیا کو کیسے پایا آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کو ایک ایسے گھر کی مانند پایا کہ جس کے دو دروازے ہو کہ ایک سے داخل ہوا اور دوسرے سے خارج ہوا) کی سیرت بھی برالوالدین ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی حیات طیبہ بھی والدین کے احترام اور ان کی خدمت گزاری کے لحاظ سے ہمارے لئے مشعل ہدایت ہے چنانچہ ماں باپ کے حق میں آپ کی دعاء کو قرآن کریم میں یوں حکایت کی ہے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِی مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلاَتَزِدْ الظَّالِمِینَ إِلاَّ تَبَارًا ﴾(۲)

---

(۱)ارزش پدر ومادر.

(۲)سورہ نوح آیت۲۸)

خدایا مجھ کواور میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایماندار مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے اور ان ظالموں کی صرف تباہی زیادہ کر۔

اسی طرح حضرت یحیی علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو اللہ تبارک تعالیٰ قرآن مجید میں یوں حکایت کرتا ہے (وکان تقیا وبرا بوالدیہ) یعنی آنحضرت پرہیزگار اور ماں باپ کے ساتھ نیکو کار تھے نیز حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت" وبرا بوالدتی" تھی حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے مصر کی سلطنت سنبھالی تو حضرت یعقوب علیہ السلام آپ سے ملنے کے لئے وارد مصر ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام استقبال کے موقع پر مرکب پر سوار رہے اس وقت جناب جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور رکہا اے یوسف ہاتھ کھولو جب یوسف نے ہاتھ کھولا تو ان کے ہاتھ سے ایک نور آسمان کی طرف گیا تو حضرت یوسف (ع) نے سوال کیا اے جبرئیل یہ نور کیا ہے ؟ جو آسمان کی طرف جارہا ہے تو جبرئیل نے فرمایا: یہ نور نبوت تھا جو تمہارے باپ کے استقبال کے موقع پر مرکب سے نہ اترنے کی وجہ سے آپ سے جدا ہوگیا ہے اب تمہارے صلب سے کوئی نبی نہیں ہوگا۔[1]

---

(۱) ارزش پدر ومادر.

نیز حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سیرت بھی یہی تھی چنانچہ روایت ہے کہ حضرت اسماعیل (ع) اپنے والدگرامی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے قدمگاہ کی جب بھی زیارت کرتے توفرط محبت میں گریہ فرماتے اوربوسہ دیتے تھے اسی طرح حضرت ختمی مر تبت ﷺ کی سیرت طیبہ سب سے نمایاں ہے اگرچہ آپ (ع) کے والد گرامی آپ کی تولد سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے اور والدہ گرامی بھی کم سنی میں آپ سے جدا ہو گئی لیکن والدین کے احترام کا اندازہ یہیں سے لگا سکتے ہیں کہ آپ اپنی خواہر رضاعی کے احترام میں کھڑے ہوجاتے تھے اور ہمیشہ اپنی مادر رضاعی کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کو خوش رکھنے کی سعی فرماتے اور ہمیشہ والدین کے احترام اور ان کے ساتھ نیک سلوک کی تاکید فرماتے تھے۔

دوسری فصل

حقوق والدین

الف: مالی تعاون:

والدین کے حقوق میں سے اہم ترین حق ان کی مالی امداد اور تعاون ہے لہذا شریعت اسلام میں واجب النفقہ افراد میں سے سب سے پہلے والدین کو ذکر کیا ہے اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ والدین کا احترام ہر جہات سے اولاد پر لازم ہے لیکن کچھ حقوق ہیں جن کے بارے میں روایات اور آیات میں زیادہ تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَسْأَلُونَکَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامىٰ وَالْمَسَاکِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾[۱]

ترجمہ: آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ وہ راہ خدا میں کیا خرچ کرے تو

---

(۱)سورہ بقرہ آیت ۲۱۵.

(ان کے جواب میں) کہدو کہ تم اپنی نیک کمائی میں سے جو کچھ خرچ کریں تو وہ (تمھارے) ماں باپ رشتہ دارں یتیموں حاجت مندوں اور مسافروں کا حق ہے۔

تشریح :

آیت شریفہ میں دستور دیا ہے کہ بہترین مصرف والدین یتیم اور مسافر ہےں اگر کوئی شخص ماں باپ کی مالی مجبوری کے وقت ان سے تعاون کریں تو گویا اس نے راہ خدا میں تعاون اور خرچ کیا ہے کیونکہ جس طرح بیوی بچوں کے اخراجات واجب ہے اسی طرح والدین کے اخراجات اولاد پر واجب ہے نیز دوسری آیت میں مالی تعاون کے دستور کو یوں بیان فرمایا ہے :

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴾(۱)

تم کو حکم دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی پر موت آکھڑی ہو اور اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کیلئے دینے کی

---

(۱)سورہ بقرہ آیت۱۸۰.

وصیت کرے (کیونکہ) جو خدا سے ڈرتے ہیں ان پر یہ ایک حق ہے ۔

تفسیر:

اس آیت میںخدا نے ماں باپ اور رشتہ داروں کی مدد اور تعاون کرنے کا حکم دیا ہے لیکن پہلی آیت اور اس میں فرق یہ ہے کہ گذشتہ آیت میں ہر حالت میں والدین کے ساتھ مالی تعاون کرنے کا حکم دیاہے لیکن اس آیت میں فرمایا کہ موت کے وقت بھی مالی تعاون سے دریغ نہ کریں لہٰذا دونوں آیات کو سامنے رکھیں تو یہ نتیجہ نکاتا ہے کہ اولادپر والدین کی ذمہ داری بہت ہی سنگین ہے کیونکہ مرض الموت کے موقع پر بھی ان کو فراموش نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے ،اور ترکہ میں سے کچھ ان کو دینے کی وصیت کرنے کا حکم ہوا ہے نیزمتعدد روایات میں والدین کے مالی تعاون کرنے کا حکم یوں ذکر ہوا ہے :

۱۔ وان لاتکلفهما ان یسألاک شیأا مما یحتا جان الیه۔[1]

یعنی والدین کے حقوق میںسے ایک یہ ہے کہ کسی چیزکی ضرورت کے موقع پر ان کو مانگنے کی تکلیف تک نہ دینا ۔

۲۔ اسی طرح دوسری روایت میں فرمایا :

"ووالدیک فاطعمهما وبرهما "[2]

(۱)کافی،ج۲ص۱۲۶.

(۲)اصول کافی جلد ۲.

جب پیغمبر سے کسی نے کچھ نصیحت کرنے کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا اپنے والدین کو کھانا کھلائیں اور ان سے نیکی کریں یعنی ان کے لباس اور اشیاء خورد ونوش کو اپنے احتیاجات پر مقدم کرنا اپنے کھانے کی مانندیا اس سے بہتر کھانا کھلانا ان کے سفر کے مخارج چاہے واجب ہویا مستحب فراہم کرنا اور ان کیلئے گھر وغیرہ کا بندوبست کرنا ، ان کی طرف سے فوت شدہ حج ونماز اور روزہ وغیرہ کو انجام دینا یا ان کا خرچہ دینا نیکی کے کامل ترین مصادیق میں سے ہیں۔

لیکن ہمارے معاشرے پر غیر اسلامی تھذیب وتمدن حاکم ہونے کے نتیجہ میں اولاد اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینے میں کوتاہی کرتے ہیں جب کہ یہ افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن سے عاری ایسے ہے کہ کروڑوں درہم ودینار کے مالک ہونے کے باوجود والدین کی مالی ضروریات کوپورا کرنے کی سعادت سے محروم ہیں کیونکہ والدین اور اولاد کے مابین ہونے والا فطری رابطہ غیر اسلامی تھذیب تمدن کا شکار ہو چکا ہے لہٰذا ایسے لوگوں کے نزدیک والدین اور دوسروں کے درمیان کوئی تفاوت نظر نہیں آتا حالانکہ والدین واجب الا طاعہ بھی ہیں اور واجب النفقہ بھی لہٰذا عبدالرحمن بن الحجاج امام جعفر صادق علیہ السلام سےیوں نقل کرتے ہیں:"قال خمسة لا زمون له لا يعطون فى الزكاة شئياالاب و الام والولدوالمملوک والمرأة و ذالک انّهم عياله لازمون له"(۱)

(وسائل ج ۱۵ ،ص۲۲۷)

امام علیہ السلام نے فرمایا زکوۃ میں سے کوئی چیز پانچ قسم کے افراد کو نہیں دی جاسکتی ہے ماں باپ فرزند غلام اور بیوی کیونکہ یہ سب اس کے واجب النفقہ عیال میں سے ہیں نیز دوسری روایت جمیل بن دراج سے منقول ہے :

"لا یجبر الرجل الاعلی نفقة الابوین والولد "(۱)

امام نے فرمایا سوائے ماں باپ اور بچے کے کسی آدمی کو خرچہ دینے پر جبری نہیں کیا جاسکتا ہے اسی طرح تیسری روایت جناب محمد بن مسلم امام جعفر صادق علیہ السلام سےیوں نقل کرتے ہیں :

"قال قلت له من یلزم الرجل من قرابته ممن ینفق علیه قال الوالدان والولد والزوجه"(۲)

محمد بن مسلم نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا رشتہ داروں میں سے کن کو خرچہ دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا ماں باپ، بچے اور بیوں کیلئے خرچہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

مذکورہ روایات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ والدین ہمارے بچے اور بیوی کی مانند واجب النفقہ ہیں اسی لئے کتب فقہی میں واجب النفقہ افراد

---

(۱)وسائل ج۱۵.

(۲)وسائل ۱۵.

میں سرفہرست والدین کا نام ہے پس والدین کے ساتھ مالی تعاون ہر صورت میں انسان پر واجب ہے جس سے انکار کی کوئی گنجایش نہیں کوتاہی کی صورت میں مقروض اور قیامت کے دن اس کا عقاب یقینا بہت سنگین ہوگا

ب۔ ماں باپ کے قرضے کو ادا کرنا

والدین کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے قرضوں کو ادا کرے اگرچہ اسلام میں ہر مقروض کا قرض ادا کرنے کی تاکید ہوئی ہے اور اس عمل کیلئے بہترین پاداش اور جزا معین کیا ہے لیکن واجب نہیں ہے مگر والدین کے ذمہ قرض کو ادا کرنا لازم قرار دیا ہے پس اگر کوئی دنیا اور آخرت کی خوش بختی چاہتا ہے تو والدین کی اقتصادی مشکلات میں ان کے ساتھ تعاون کرے شاید ان کا کچھ حق بھی ادا ہو اس طرح امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

" قلت لابی جعفر علیه السلام هل یجزی الولد والده فقال لیس له جزء الا فی خصلتین یکون الوالد مملوکا فیشتر یه ابنه فیعتقه او یکون علیه دین فیقضیه عنه"(۱)

(ترجمہ)سدیر نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا ۔کیا فرزند باپ کے حق کو ادا کرسکتا ہے؟امام (ع) نے فرمایا دو صورتوں میں فرزند باپ کے

---

(۱)کافی ۲ ص ۱٤۳.

حق کو ادا کر سکتا ہے۔

۱۔اگر کسی کا باپ کسی کا غلام ہو اور فرزند اس کو خرید کر آزاد کرے ۔

۲۔ اگر کوئی فرزند باپ کے ذمہ قرضے کو ادا کرے تو ان کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح محمد بن مسلم سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں نقل کرتے ہیں:

" قال ان العبد لیکون بارا بوالدیه فی حیا تهما ثم یموتان فلا یقضی عنهما دیو نهماولا یستغفر لهما فیکتبه الله عاقا وانه لیکون عاقا لهما فی حیا تهما غیر بار بهما فاذا ماتا فرض دینهما واستغفر لهما فیکتبه الله عزوجل بار"[۱]

(ترجمہ) امام علیہ السلام نے فرمایا بیشک انسان والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے لیکن جب وہ دونوں دنیا سے چل بسے تو ان کے ذمے موجود قرضوں کو ادا نہیں کرتا اور ان کے حق میں طلب مغفرت نہیں کرتا تو ایسا شخص اللہ کی نظر میں عاق والدین محسوب ہو گا لیکن اگر والدین دنیا سے چل بسے ہوں اور انکے حق میں دعا کرے اور ان کے قرضوں کو ادا کرتا ہے تو اس کو خدا، والدین کے

---

(۱)کافی ج ۲ ص ۱۳۰۱۳۰ .

ساتھ نیکی کرنے والوں میں سے شمار کرتا ہے اگر چہ ان کی زندگی میں ان سے نیکی نہ کی ہو اور عاق ہوچکا ہو۔

تحلیل وتفسیر:

ان دونوں روایتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ماںباپ کے قرضوں کو اپنا قرضہ سمجھ کر ادا کرنا لازم ہے کیونکہ اس کا تعلق حق الناس سے ہے نیز حق اللہ کو بھی ادا کرنا چاہئیے۔

اگر چہ والدین کی فوت شدہ عبادات کو ادا کرنا اولاد پر واجب ہے یا سنت اس مسئلے میں علماء کے مابین دو نظریے پائے جاتے ہیں:

۱۔ماں باپ دونوں کی فوت شدہ عبادتوں کا انجام دینا اولاد پر واجب ہے یہ نظریہ سید مرتضی علم الہدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو چوتھی صدی کے نامور شیعہ علما میں سے تھے۔

۲۔ باپ کی قضاء شدہ عبادتوں کا انجام دینا واجب ہے لیکن ماں کی قضا شدہ عبادتوں کا ادا کرنا مستحب ہے۔

اکثر علما شیعہ کے درمیان مشہور یہی ہے۔

لہذا پہلے نظریے کی بناء پر ماں باپ کے ذمہ موجود ہر قسم کے حقوق اولاد کے ذمہ ہے، جن کی ادائیگی شریعت میں لازم قرار دی گئی ہے۔

ج۔ والدین کے حق میں دعا

مقدمہ کے طور پر بہتر ہے کہ دعا کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ ہو کیونکہ روایات اور آیات کی روشنی میں یہ بات مسلم ہے ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے حق میں دعا کرنا شریعت اسلام میں مستحب ہے لہٰذا قرآن کی متعدد آیات میں صریحا دعا کرنے کا حکم ہے اور خدا نے ساتھ ہی دعاوں کی استجابت کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ فرمایا :

﴿وَإِذَا سَأَلَکَ عِبَادِی عَنِّی فَإِنِّی قَرِیبٌ أُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِی إِذَا دَعَانِی فَلْیَسْتَجِیبُوا لِی وَلْیُؤْمِنُوا بِی لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُونَ.﴾[۱]

(ترجمہ)اور اگر میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے پوچھے تو (کہدو) کہ میں ان کے پاس ہی ہوں اور اگر کوئی مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں ہر دعا کرنے والے کی (دعا سن لیتا ہوں اور جو مناسب ہوں تو) قبول کرتا ہوں ، پس انھیں چاہیئے کہ میرا کہنا ہی مانیں اور رمجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھی راہ پر آجائے۔

---

(۱)سورہ بقرہ آیت ۱۸٦.

تفسیر آیت:

قرآن مجید میں بہت اصرار کے ساتھ دعا کرنے کا حکم ہوا ہے انھیں میں سے ایک یہ آیہ شریفہ ہے اگر انسان غور کرے تو دعا کی حقیقت کا پس منظر سامنے آجاتا ہے کہ انسان فطری طور پر خدا کے محتاج ہونے کا اعتراف کرتا ہے لیکن بسا اوقات انسان جہالت اور خودپسندی کے نتیجہ میں خیال کرتا ہے کہ خالق ہم سے بہت دور ہے کیونکہ ہم دعا کرتے ہیں مگر مستجاب نہیں ہوتی اس تصور کو ردّ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بندوں کے قریب ہی ہوںبشرطیکہ میرے کہنے پر چلیں، لہٰذا دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لاَتُبْصِرُونَ ﴾(۱)

اور ہم اس کے ساتھ تمہاری نسبت زیادہ نزدیک ہے لیکن تمھیں دکھائی نہیں دیتا۔

ایک اور آیہئ شریفہ میں فرمایا:

﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْكُمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾(۲)

ہم تم سے تمہارے (بدن کے) رگوں سے زیادہ قریب ہیں۔

---

(۱)سورہ واقعہ آیت ۸۵.

(۲) سورہ ق آیت ١٦.

لہٰذا دوری اور بُعد کا تصور حقیقت میں نا انصافی ہونے کے علاوہ بلادلیل بھی ہے، بلکہ دعا مستجاب ہونے کے لئے کچھ شرائط درکارہیں لہٰذا خدا نے فرمایا:

﴿فَادْعُوا االلهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴾[۱]

(ترجمہ) پس تم لوگ خدا سے اخلاص کے ساتھ دعا کرو کہ وہی عبادت کا مستحق ہے اگرچہ کفار بُرا مانے ں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے اس آیہئ شریفہ میں دعا مستجاب ہونے کے لئے اخلاص کو شرط قرار دیا ہے ، اور اس شرط کے ساتھ دعا کرنے کا حکم ہے ، اسی طرح ایک اور آیت میں خدا نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾[۲]

(ترجمہ)اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا بے شک وہ لوگ جو ہماری

---

(۱)سورہ غافر آیت ١٤.

(۲)سورہ غافر / مومن آیت ٦٠.

عبادت کرنے سے گریز کرتے ہیں وہ عنقریب ہی ذلیل و خوار ہوکر جہنم میںداخل ہوں گے۔

اس آیہ شریفہ میں اللہ نے دعا کے مستجاب ہونے کے لئے یہ شرط قرار دی ہے کہ تکبر نہ کرے، لہٰذا فرمایا کہ اکڑنے والے افراد کی دعائیں سُنی نہیں جائیں گی کیونکہ وہ قابل سماعت اور استجابت نہیں ہیں چونکہ تکبرّ شیطانی خصلت ہے۔

اسی طرح ایک دوسری آیت میں اس طرح دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

﴿وَادْعُوْهُ خَوْفاً وَطمعاً اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾(۱)

ترجمہ: اور خدا سے دعا مانگو عذاب کے خوف اور رحمت کی لالچ میں بے شک خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں کے یقینا قریب ہے۔

اس آیہ شریفہ میں خدا نے تذکرّ دیا ہے کہ عام عادی حالت میں دعا نہیں سنی جاتی بلکہ خوف اور دل شکستگی اور رحمت الٰہی شامل حال ہونے کی امید اور لالچ کے ساتھ دعا کرے تو مستجاب ہے۔

پس ان تمام آیات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرنے کی تاکید اور

---

(۱)سورہ اعراف آیت ٥٦.

قبول کرنے کا وعدہ خدا نے ہی دیا ہے ساتھ ہی قبول ہونے کے شرائط کو بھی بیان فرمایا تاکہ انسان ان شرائط کو حاصل کر کے اپنی دعاؤں کو اس لائق بنادے کہ بارگاہ احدیت شرف قبولیت بخشے یہ سارے انسان کو دعا کرنے کا حکم ہے لیکن قرآن مجید ینٹکچھ افراد کے حق میں مخصوص دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے کہ ان افراد میں سے والدین متعدد آیات میں سرفہرست نظر آتے ہیں، چنانچہ اللہ نے حضرت ابراہیم (ع) کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِى وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾[1]

ہمارے پالنے والے جس دن (اعمال کا) حساب ہونے لگے (تو اس وقت) مجھ کو میرے ماں باپ کو اور سارے ایمان والوں کو بخش دے۔

تفسیر آیت:

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین ہستیوں کے حق میں دعا فرمائی:

---

(۱)سورہ ابراہیم آیت ٤١.

۱ـ روز قیامت حساب وکتاب کے وقت مجھے معاف کرے۔

۲ـ میرے والدین کو بخش دے۔

۳ـ اور تمام ایمانداروں کے گناہوں کو معاف فرمائے۔

یہ ساری انبیاء کی سیرت تھی۔

لہٰذادنیا میں انسان جس منصب اور مقام پر فائز ہو دعا سے بے نیاز نہیں ہوسکتا ۔

حضرت ابراہیم (ع)جیسا پیغمبر جو مقام نبوّت مقام رسالت پھر مقام خلّت پھر مقام امامت پر فائز ہونے کے باوجود روز قیامت کے مشکلات سے اپنے حق میں اور والدین کے حق میں طلب مغفرت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ روز قیامت بہت ہی سخت اور مشکل دن ہے اور ہم سب دعا سے بے نیاز نہیںہیں لہٰذا والدین کے حق میں دعا کرنا لازم ہے نیز ایک دوسری آیت شریفہ میں حضرت نوح کے بارے میںیوں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ کہتے تھے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِی مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾[۱]

پالنے والے روز قیامت کے حساب وکتاب کی سختی اور مشکلات

---

(۱)سورہ نوح آیت ۲۸.

سے مجھے اور میرے والدین اورہر وہ شخص جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہو ان کو معاف کر۔

اس جملے سے بھی بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ ماں باپ کے حق میں دعا کرنا ہماری ذمہ داریوں میں سے اہم ترین ذمہ داری ہے لہٰذا حضرت امام سجاد علیہ السلام سے صحیفہ سجادیہ میں ایک مکمل دعا[1] والدین کے حق میں نقل کی گئی ہے اور انہی حضرت(ع) کے نورانی جملات میں سے ایک جملہ یہ ہے:

"واخصص اللهم والدی بالکرامه لدیک والصلوةمنک یا ارحم الراحمین"[1]

اے میرے معبود میرے ماں باپ کو وہ کرامت اور خیرو بھلائی پنچادے جو تیری درگاہ میں ہے اۓ مہربان بخش نے والا۔

دوسرا جملہ یو ں ذکر فرمایا:

"اللهم لا تنسنی ذکر هما فی ادبار صلواتی وفی أوان من آناء اللیل وفی کل ساعة من ساعات نهاری"

اے میرے معبود! میری نمازوں کے وقت اور شب وروز کے کسی لمحے میں بھی والدین کی یاد سے مجھے غافل قرارنہ دینا۔

"اللهم واغفر لی بدعایی لهما واغفرلهما ببرّ هما بی مغفرة

---

(۱)صحیفہ سجادیہ دعا نمبر۲٤.

حتما ارض عنهما بشفاعتی لهما رضی عزما بلغهما بالکر امة مواطن السلامته"

اے میرے معبود محمد اور ان کے آل پر درود بھیجے اور ماں باپ کے حق میں میری دعا کے ذریعے مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ان کے میرے ساتھ نیکی کے بدلے معاف فرما اور تو ان سے میری شفاعت کے واسطے مکمل راضی ہو اور اپنی بزرگی سے انہیں مقام امن میں جگہ عطا فرما:

"اللهم وان سبقت مغفرتک لهما فشفعهما فِيَّ وان سبقت مغفرتک لی فشفعنی فیهما حتی نجمع برئافتک فی دار کرامتک ومحل مغفرتک ورحمتک انک ذوالفضل العظیم والمن القدیم وانت ارحم الراحمین"

اے میرے معبود اگر تو میرے ماں باپ کو مجھ سے پہلے معاف کرے تو ان دونوں کو میرا شفیع قرار دے اور اگر میری مغفرت ان سے پہلے ہو تو مجھے ان کا شفیع قرار دے یہاں تک کہ تیری رحمت کے وسیلے سے ہمیں کرامت و بخشش اور رحمت کے گھر میں جمع ہونے کی توفیق دے بے شک تو ہی بڑا افضل والا دائمی نعمت اور احسان کا مالک اور تو ہی مہربانوں میں سے مہربان تر ہے۔

"اللهم اخفض لهما صوتی واطب لهما کلامی والن لهما عرکتی واعطف علیهما قلبی وصیرنی بهما رفیقاً وعلیهما شفیقاً۔"

اے میرے معبود ان کے لئے میری آواز کو متکبرانہ آواز قرار نہ دے میری گفتگو ان کے ساتھ باعث خوشی قرار دے اور میری طبیعت اور اخلاق ان کے ساتھ نیک قرار دے اور میرا دل والدین کے ساتھ نرم قرار دے اور مجھے ان کے ساتھ ہم طبیعت اور ہم مزاج بنا دے اور مجھے ان پر مہربانی کرنے اور شفقت کی توفیق دے۔

"اللهم اشکر لهما تربیتی واثبهما علی تکرمتی واحفظ لهما ما حفظاه منّی فی صغری"

میرے معبود میری تربیت کے عوض میں ان کو جزای خیر عطا کر اور میرے ساتھ کی ہوی نیکی پر ان کو ثواب دے اور میرے بچپن میں انہوں نے جس طرح میری حفاظت کی ہے اسی طرح انکی حفاظت فرما پس ان جملات اور آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ والدین کے حق میں دعا کرنا اولاد کی ذمہ داری ہے اس طرح معصومین (ع) کے فرامین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حق میں دعا کرنے کی بہت زیادہ تاکید کئی گئی ہے چنانچہ معمرَ بن خلاد سے منقول ہے:

"قلت لابی الحسن الرضا علیه السلام ادعو لوالدی اذا کان لا یعرفان الحق قال ادع لهما۔"

معمرؔ بن خلاد کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا میں اپنے والدین کے حق میں دعا کر سکتا ہوں جب کہ وہ حق کو نہیں پہچانتے ؟ امام نے فرمایا تو ان کے حق میں دعا کرے

امام سجاد علیہ السلام کے جملات میں سے ایک یہ ہے کہ:

"واستکثر بر همابی وان قل واستقل بری بهما وان کَثُرَ"

(پالنے والے) ماں باپ نے جو نیکی میرے ساتھ کی ہیں اس کو اگر چہ کم ہی کیوں نہ ہو زیادہ سمجھتا ہوں اور میری نیکی جو والدین کے ساتھ ہوئی ہے جتنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو اس کو کم قرار دے تا ہوں ۔

قارئین محترم ! امام سجادعلیہ السلام کے جملوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ والدین کے حق میں دعا کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو۔

د۔ماں باپ کے سامنے انکساری

ماں باپ کے حقوق میں سے جس کے اسلام میں زیادہ تاکید کی گئی ہے وہ ان کے سامنے انکساری اور تواضع ہے کہ اس کی اھمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اس مسئلہ کے ثبوت و اثبات پر عقلی اور نقلی دلیل دونوں موجود ہیں۔

پہلی آیت:

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا :

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنْ الرَّحْمَةِ ﴾[۱]

---

(۱)سورہ اسرء آیت ۲٤.

"اور ان کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو۔"

اس جملے کی تفسیر میں معصوم (ع) سے ایک روایت وارد ہوئی ہے کہ تم ماں باپ کی طرف تیز نظر سے آنکھ پھیر کرنہ دیکھو۔ اور ان کی آواز پر اپنی آواز ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بلند نہ کرو اور ان کے آگے نہ چلو. ان کا نام لے کر نہ پکارو ان کے آگے نہ بیٹھو، اور ایسا کام بھی انجام نہ دو جس کی وجہ سے ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے، لہٰذا اگر وہ مؤمن ہیں تو مغفرت مانگیں لیکن اگر مومن نہیں ہیں تو ان کی ہدایت اور ایمان کے بارے میں دعا کرے ۔[1]

دوسری آیت:

قرآن کریم میں تواضع اور انکساری کی اہمیت کویوں بیان فرمایا ہے :

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنْ اتَّبَعَکَ مِنْ الْمُؤْمِنِینَ ﴾[2]

اور مومنین میں سے جو تمہارے پیرو ہوگئے ہیں ان کے سامنے اپنا بازو جھکاؤ یعنی تواضع کرو۔

اس آیت شریفہ میں پیغمبر اکرم ﷺ کو تواضع سے پیش آنے کا حکم ہوا ہے جب

---

(۱)تفسیر حافظ فرمان علی ص ۳۹۲.

(۲)شعراء آیت۲۱۵.

کہ پیغمبر اکرم ﷺ (اولیٰ بالمؤ منین من انفسھم) تھے لہذا تواضع کرنے کا حکم تعلیمات اسلامی تاکید کے ساتھ .بیان کرتی ہے حضرت لقمان حکم نے اپنے فرزند سے کہا:

"تو اضع للناس تکن اعقل الناس"[۱]

لوگوں کے ساتھ خاکساری اور فروتنی کے ساتھ پیش آنا عاقل ترین افراد میں سے محسوب ہو نگے ۔

امام المسلمین حضرت علی علیہ السلام نے تو اضع اور فروتنی کے نتائج کویوں ذکر فرمایا ہے :

"التواضع سلم الشرف والتکبر راس التلف"[۲]

لوگوں کے ساتھ تواضع کرنا ترقی اور شرافت انسانی کی علامت ہے تکبر اور غرور نابودی اور ضائع ہونے کا سبب ہے ایک اور حدیث میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"العاقل یضع نفسه فیر فع الجاھل یر فع نفسه فیو ضع"[۳]

.یعنی عقلمند انسان فروتنی اختیار کرتا ہے کہ اس کا نتیجہ اس کی بزرگی اور

---

(۱).بحارج ۷۵ص ۲۹۹.

(۲) اخلاق زن وشوہر.

(۳)اخلاق زن وشوہر.

بلند مقام ہے جب کہ جاہل انسان اپنی بزرگی دکھاتا ہے کہ اس کا نتیجہ ذلت خواری اور نابودی ہے ۔

تحلیل وتفسیر:

ان آیات اور روایات پہٖدقت کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تواضع اور انکساری کے ساتھ والدین اور دیگر لوگوں کے ہمراہ زندگی گزارنا عقل مندی ترقی اور انسانی شخصیت کی علامت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص شرافت اور مقام کا خواہاں ہے تو ہمیشہ تکبر اور غرور کو خاکساری اور فروتنی میں تبدیل کرے۔

مخصوصا والدین کے ساتھ انکساری اور فروتنی کے ساتھ پیش آنا مکتب اسلام کی خصوصیات میں سے ایک ہے لہٰذا والدین کے سامنے اولاد کا تکبر اور غرور کے ساتھ پیش آنا اور اپنی بزرگی دکھانا شرعا ممنوع ہے چاہے فرزند کسی بھی پوسٹ ومقام کا مالک ہو،چونکہ اگر انسان غور کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بزرگی اسکا پوسٹ اور مقام والدین کی زحمت اور تربیت کی مرہون منت ہے تب ہی تو شیخ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت تاریخ تشیع میں عیاں ہے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ان کی عمر رسیدہ ماں وفات پائی تو آپ شدت کے ساتھ زانو زمین پر رکھ کر ان کے جنازے پر رونے لگے آپ کے شاگردوں میں سے کسی ایک نے جب یہ منظر دیکھا تو شیخ انصاری کو تسلی دینے کی خاطر قریب گئے اور کہا :

آپ کی علمی منزلت اور مقام کے ساتھ ای طرح رونا شائستہ نہیں ہے جب یہ جملہ شیخ انصاری نے سنا تو فرمایا:

ایسی باتیں کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اب تک ماں کی عظمت اور شرافت کو درک نہیں کیا ہے میں آج جس مقام اور منزلت پر پہنچا ہوں، وہ ماں کی تربیت اور زحمت کا ہی نتیجہ ہے کہ شیخ انصاری علم فقہ اور علم اصول کے باپ ہونے کے با وجود ماں کی عظمت اور ان کے حقوق کو اس طرح عملی جامہ پہنانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے حقوق کی ادائیگی بہت سنگین ہے ،شہید مطہری کے فرزند ارجمند سے نقل کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ شہید مطہری کبھی اپنے والدین کے حق ادا کرنے میں کوتا ہی نہیں کرتے تھے ہمارے ایک بزرگ استادنے اپنے لکچر کے موقع پر بیان کیا ایک دن ایرانی گورمنٹ کا ایک وزیر اپنے والد کو ساتھ لے کر امام خمینیؒ کی خدمت میں انکے دیدار کوپہنچے امام خمینیؒ وزیر کو جانتے تھے لیکن ان کے باپ کو نہیں جانتے تھے وزیر اپنے والد سے آگے بیٹھا ہوا تھا امام خمینیؒ نے پوچھا کہ یہ عمر رسیدہ آدمی کون ہے وزیر نے جواب میں کہا کہ یہ میرا باپ ہے، امام خمینیؒ نے فوراً فرمایا: " اگر تیرا باپ ہے تو کیوں ان کے آگے بیٹھے ہو کیا تجھے ادب اور تواضع نہیں ہے۔"

پس تمام علماء اور مجتہدین کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق کا ادا ہونا بہت مشکل ہے ان کے حق ادا نہ کرنے کا نتیجہ انشاء اللہ عنقریب تفصیلی طور پر بیان کریں گے۔

ذ۔ والدین کی طرف سے صدقہ دینا

والدین کے حقوق میں سے ایک ان کے نام پر صدقہ دینا ہے چاہے والدین زندہ ہوں یا مردہ ۔ دین اسلام میں صدقہ اور خیرات کے بہت سے فوائد ذکر ہوئے ہیں ، چنانچہ روایت ہے :

"الصدقة تردالبلاء "

یعنی صدقہ دینے سے بلا و مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ صدقہ دینے سے انسان کی زندگی اور عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن یہاں ہمارا ہدف صدقہ کی اہمیت اور عظمت بیان کرنا نہیں ہے بلکہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ماں باپ کے نام پر صدقہ دینا ہماری ذمہ داریوں میں سے ایک ہے تاکہ والدین صدقہ کے ثواب سے محروم نہ ہوں۔

اگر ماں باپ فوت ہو چکے ہوں تو زیادہ تاکید کی گئی ہے چنانچہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد عالم برزخ میں اولاد صالح کے ذریعہ اور اپنی زندگی میں انجام دیے ہوئے کار خیر کے وسیلے سے مستفیض ہو جاتا ہے، اور اسلام میں ماں باپ کو کسی وقت بھی فراموش نہ کرنے کی سفارش کی گئی ہے خصوصا جمعۃ المبارک کے دن کہ اس کو روایت میںنسید الایام کہا گیا ہے اس دن ہمارے سارے اعمال امام زمانہ (ع) کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور سارے اموات اپنے خاندان کے پاس جرزخ کی مشکلات لے کر صدقات لینے کے منتظر رہتے ہیں لہٰذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"ان ارواح المؤمنین یا تون فی کل لیلة الجمعة فیقومون ببیو تھم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی واولادی واقربائی اعطوا علینا با لصدقة واذکرونا وارحموا علینا"[1]

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومنین کے ارواح ہر شب جمعہ اپنے گھروں میں لوٹ کر آتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک حزین آواز کے ساتھ یوں پکارا کرتے ہیں اے میرے گھر والے اولاد اور میرے احباب ہمارے نام پر کچھ صدقہ دو اور ہمیں یاد کرو اور ہماری تنہائی اور بے کسی پر رحم کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شب جمعہ اموات کے ارواح اپنے خاندان کے پاس آکر ان کو صدقہ دینے کی رغبت دلاتے ہیں لہٰذا ان کے نام پر صدقہ دینا اسلام میں مستحب قرار دیا ہے چونکہ مرنے کے بعد انسان کی پوری توجہ اور نگاہ ان کی اولاد اور خاندان کی نیکیوں پر مرکوز ہوتی ہے اگر ان کے نام پر صدقہ دے یا دعا کرے، یا ان کے نام پر قرآن خوانی کرے یا کوئی اور کار خیر انجام دے تو ارواح ہمارے حق میں دعا کرتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں لیکن اگر ان کے

---

(۱) حقوق والدین، ص ۷٤.

حقوق ادا نہ کرے تو ہماری نابودی ھلاکت اور فقر و فاقہ میں بتلا ہونے کی دعا کرتے ہیں کیونکہ جب ہماری طرف سے ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی یا سستی ہو تو ان کی طرف سے ہماری ناکامی اور نابودی کی دعا کرنا اس کا لازمہ ہے۔

لہٰذا مرنے کے بعد خیال نہ کرے کہ اموات ہمارے صدقہ دعا اور دیگر کار خیر کی محتاج نہیں ہیں کیونکہ عالم برزخ میں اگرچہ حیات مادی نہیں ہوتی لیکن مثالی زندگی یقینی ہے لہٰذا کچھ حضرات نے عالم برزخ کو عالم مثال سے تعبیر کیا ہے۔

اربعین سلیمانی سے منقول ہے کہ والدین کے حقوق اولا دپر اسی (۸۰) کے قریب ہیں ان میں سے چالیس حقوق ان کی دنیوی زندگی سے اور چالیس اخروی زندگی سے مربوط ہیں دنیوی زندگی سے مربوط چالیس حقوق میں سے دس حقوق اولاد کے بدن پر دس حقوق ان کی زبان پر دس حقوق ان کے قلب پر دس حقوق ان کے مال پر ہیں جو حقوق انسان کے بدن سے مربوط ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ والدین کے سامنے انکساری اور ان کی خدمت کرنا اس مطلب کو قرآن میں صریحا ذکر کیا ہے:

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنْ الرَّحْمَةِ ﴾[۱]

اور محمد بن مکدر سے روایت کی گئی ہے کہ میرا ایک بھائی تھا جو رات نماز اور

---

(۱)سورۃ اسراء آیت ۲٤.

عبادت میں بسر کرتا تھا جبکہ میں اپنی والدہ کی خدمت کرتا تھا اور اس خدمت کا ثواب ان کی عبادت کے ثواب سے تبدیل کرنے پرراضی نہیں ہوتا تھا۔

۲۔ حد سے زیادہ ان کا احترام کرنا چنانچہ اس کی تفصیل گذر گئی ۔

۳۔ والدین کے آگے اور ان کو پشت کرکے نہ بیٹھنا۔

٤۔ ان کے فرمان اور دستورات پر عمل کرنا جب کہ وہ خلاف شرع نہ ہو۔

٥۔اگر مستحب روزہ یا مستحب عبادت انجام دینا چاہیں تو ان کی اجازت سے انجام دینا ۔

٦۔ ان کی رضایت کے بغیر مستحبی سفر نہ کرنا ۔

۷۔والدین کے احترام کے لئے کھڑا ہوجانا اور جب تک وہ نہ بیٹھیں نہ بیٹھنا ۔

۸۔راستہ چلتے وقت اگر کوئی ضرریا عذر شرعی نہ ہو تو ان سے پہلے نہ چلنا ۔

۹۔ہمیشہ ان کے ساتھ نیکی کرنے کی فکر کرنا ۔

۱۰ ہمیشہ ان کی خدمت کے لئے تیار رہنا ۔

اولاد کی زبان پر لازم حقوق :

۱۔ نرم لہجے سے گفتگو کرنا ۔

۲۔ اپنی آواز کو ان کی آواز پر بلند نہ کرنا ۔

۳۔ زبان کے ذریعہ ناشایستہ گستاخی نہ کرنا ۔

٤۔ ان کو نام سے نہ پکارنا ۔

٥۔ جب وہ گفتگو کررہے ہوں تو قطع کلامی نہ کرنا ۔

٦۔ اگر ان کی بات خلاف شرع نہیں تو رد نہ کرنا ۔

۷۔ ان کو امرونہی کی شکل میں خطاب نہ کرنا ۔

۸۔ بیجا اف تک نہ کہنا کہ جس سے ان کو اذیت ہوتی ہو ۔

۹۔ ان کے خلاف شکایت نہ کرنا ۔

۱۰۔ ہمیشہ ان کے ساتھ ادب اور اخلاق حسنہ کے ساتھ گفتگو کرنے کی کوشش کرنا۔

اولاد کے قلب پر لازم حقوق:

۱۔ والدین کے لئے نرم دل ہو۔

۲۔ ہمیشہ ان کی محبت دل میں ہو یعنی ایسا خیال نہ کرے کہ والدین نے میرے ساتھ یہ کیا یا میری کامیابی اور ترقی کیلئے کچھ نہیں کیا۔

۳۔ ان کی خوشی میں شریک ہو۔

٤۔ ان کے دکھ اور غم میں شریک ہو۔

٥۔ ان کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے یعنی ان کے دشمنوں سے دوستی نہ کرے۔

٦۔ ان کی بدگوی اور دیگر اذیتوں پر مغموم نہ ہو۔

۷۔ اگر والدین ظلم وستم یا مارپٹائی کرے تو ناراض نہ ہو بلکہ ان کے ہاتھوں کو بوسہ کرے۔

۸۔ جتنا ان کے حقوق ادا کرے پھر بھی کم سمجھے۔

۹۔ ہمیشہ دل میں ان کی رضایت کو جلب کرنے کی کوشش ہو۔

۱۰۔ ان کا وجود اگر باعث زحمت اور مشقت ہو پھر بھی ان کی طول عمر کے لئے دعا کرنا۔

مذکورہ تمام حقوق کے بارے میں آئمہ معصومین (ع) سے منقول روایتیں بھی ہیں تفصیل سے مطالعہ کرنا چاہیں تو بحار االانوار کی بحث حقوق والدین وسائل الشیعہ یا اصول کافی وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔

والدین سے مربوط مالی حقوق:

۱۔ ان کو لباس اپنے لباس سے پہلے فراہم کرنا۔
۲۔ ان کے کھانے کو اپنے کھانے کی مانند یا اس سے بہتر مہیا کرنا۔
۳۔ ان کے قرض کو ادا کرنا۔
٤۔ ان کے سفر کے مخارج (چاہے واجب ہوں یا مستحب) دینا۔
٥۔ ان کے فوت شدہ حج اور روزہ غیرہ انجادینا۔
٦۔ ان کو مسکن اور مکان مہیا کرنا۔
۷۔ اپنی دولت اور ثروت ان کے حوالہ کرنا تا کہ وہ احتیاج کے موقع پر اپنی مرضی سے تصرف کر سکیں۔
۸۔ ان کی زندگی کے تمام لوازمات برداشت کرنا۔
۹۔ دولت اور ثروت کو ان کی عزت کا ذریعہ قرار دینا۔
۱۰۔ اپنے مال کو ان کا مال سمجھنا۔

مرنے کے بعد اولاد پر لازم حقوق:

روایات میں بیان شدہ ایسے چالیس حقوق ہیں جو والدین کے مرنے کے بعد اولاد پر لازم ہوتے ہیں :

۱۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی تجہیز وتکفین کو سرعت سے انجام دینا۔

۲۔ ان کی تجہیز وتکفین وغیرہ میں ہونے والے اخراجات پر ناراض نہ ہونا ۔

۳۔مرنے کے بعد ان کے نام پر موازین شرع کے مطابق مراسم انجام دینا۔

٤۔ ان کی وصیت پر عمل کرنا ۔

٥۔ دفن کی رات ان کے نام پر نماز وحشت پڑھنا اور دوسروں سے پڑھوانا۔

٦۔ جو مراسم شرعی ان کے نام پر انجام دیتے ہیں جیسے قرآن خوانی اور مجالس عزا وغیرہ ان کو قصد قربت کے ساتھ انجام دینا ،نہ این کہ ریاکاری اور اپنی بزرگی دکھانے کی نیت ہو ۔

۷۔ اگر تاجر یا کاروباری انسان ہے تو فورا حساب کتاب کر کے ان کے ذمہ کو ہر قسم کی دین اور قرض سے بری کرنا ۔

۸۔ اگر ثلث مال کی وصیت کی ہے تو فورا اس کو جدا کر کے بقیہ ترکہ کو وارثین کے مابین تقسیم کرنا ۔

۹۔ ہمیشہ ان کے نام قرآن کی تلاوت کرنا ۔

۱۰۔ ہر نماز کے بعد ان کے حق میں دعا کرنا خصوصا نماز شب کے موقع پر ان کو فراموش نہ کرنا ۔

۱۱۔ ہر روز ان کے نام پر صدقہ دینا ۔

۱۲۔ اگر کوئی عذر یا مشکل نہیں ہے تو ہر روز نماز والدین انجام دینا ۔

۱۳۔ان کے مصائب پر صبر و استقامت سے کام لینا ۔

١٤ـ ان کی عبادت واجبہ کی قضا انجام دینا یا کسی کو اجیر بنانا ـ

١٥ـ ایام روزہ اور ماہ رمضان المبارک میں ان کو شریک ثواب قرار دینا ـ

١٦ـ والدین کی قبر پر ان کی زیارت کے لئے جانا ـ

١٧ـ ان کے قبر پر آیت الکرسی اور قرآن کی تلاوت اور صلوات بھیجنا۔

١٨ جب کسی معصوم کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہو تو ان کی نیابت میں زیارت کرنا ـ

١٩ ـ ان کی نیابت میں عمرہ اور حج انجام دینا۔

٢٠ـ اگر اپنا واجبی حج انجام دینے کے لئے مکہ مکرمہ جائے تو والدین کو فراموش نہ کرنا۔

٢١ـ اگر کوئی شخص ان پر ناراض ہو تو اس کو کسی صورت میں راضی کرانا ـ

٢٢ـ ان کی طرف سے رد مظالم کرنا اور اگر کسی کے حقوق ان کے ذمہ ہوں تو اسے ادا کرنا ـ

٢٣ـ ان کے نام ہر ہفتے میں یا ہر مہینے میں مجلس امام حسین علیہ السلام برپا کرنا ـ

٢٤ـ ان کے نام پر قربانی کرنا ـ

۲۵۔ اگر ان سے کسی کار خیر کا انجام دینا باقی رہا ہے تو اس کو انجام دینا۔

۲۶ ۔ اگر کسی کے مال کو غصب کیا ہے تو ادا کرنا ۔

۲۷۔ خمس وزکاۃ اگر ادا نہیں کیا ہے تو ادا کرنا ۔

۲۸ ۔ کسی کے باپ اور ماں کو بد گوی نہ کرنا تا کہ وہ تمہارے ماں باپ کو گالی گلوچ نہ کریں۔

۲۹۔ لوگوں سے نیکی کرنا تا کہ وہ تمہارے والدین کے حق میں دعا کرے ۔

۳۰۔ ماں باپ کے دوستوں کا احترام کرنا ۔

۳۱۔ معاشرہ میں کوئی ایسا کام انجام نہ دےنا جس سے تمہارے والدین کو برا بھلا کہا جائے ۔

۳۲ ۔ ہمیشہ ان کی نجات کیلئے کوشش کرنا ۔

۳۳۔ ان کے آثار کی حفاظت کرنا ۔

۳٤ ۔ ماں باپ کی دیدار میسر نہ ہو تو ان کے بجائے چچا اور ماموں کی زیارت کرنا۔

۳۵۔اگر ان کی زندگی میں ان کے حقوق اداء نہ کیئے ہوں تو مرنے کے بعد ان کی رضائیت جلب کرنے کی کوشش کرنا ۔

۳٦۔ ان کے خواب میں نظر آنے کی دعا کرنا ۔

۳۷ ۔ ان کے قبور اور اسامی کا احترام رکھنا ۔

۳۸۔ اگر والدین مومن ہیں تو ان سے ملنے کی تمنا کرنا ۔

۳۹۔ ہمیشہ ان کے نام پر کار خیر انجام دینا ۔

٤٠۔ ان کے قبور خراب ہونے سے بچانا ۔[۱]

یہ تمام حقوق آیات اور روایات اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں ثابت ہیں ۔

ر۔ماں باپ کا احترام جہاد سے افضل

ہر با شعور آدمی پر واضح ہے کہ اسلام نے والدین کے لئے جو مقام ومنزلت عطا کیا ہے کوئی اور نظام یا معاشرہ اتنی عظمت اور احترام کا قائل نہیں ہے اس اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں تمام کاموں سے افضل اور سنگین جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا ہے ۔

چنانچہ اس مطلب کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے :

﴿وَلاَتَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴾[۲]

اور خبردار راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ

---

(۱)ارزش پدرومادر ص ۷۳.

(۲)آل عمران آیت ١٦٩.

ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں سے رزق پا رہے ہیں۔

شہادت کی عظمت بیان کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب درکار ہے لیکن یہاں مختصر اشارہ کرنا مقصود ہے روایات معصومین علیہم السلام کا مطالعہ کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ سے والدین کا احترام افضل ہے ان مطالب کو ثابت کرنے کیلئے پیغمبر ﷺ کا یہ قول کافی ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے امام (ع) نے یوں فرمایا:

"اتی رجل الی رسول االله صلی الله علیه وآله وسلم،فقال یا رسول االله (صلی الله علیه وآله وسلم)انی راغب فی الجهاد نشیط، فقال له البنی صلی الله علیه وآله وسلم تجاهدفی سبیل الله فانک ان تقتل تکن حیّاً عندا لله ترزقون وان تمت فقد وقع اجرک علی الله وان رجعت رجعت من الذ نوب کما ولدت قال یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان لی والدین کبیر ین یزعمان انهما یأ نسان بی ویکر هان خروجی فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقر مع والدیک فوالذی نفسی بیده لا نسهما بک یوما ولیلة خیر من جهاد سنة"[۱]

---

(۱)کافی ج۲ص۱۲۸.

ایک شخص پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے رسول خدا (ع)میں جنگ میں جا کر جام شہادت نوش کرکے خو شی حاصل کرنے کا خواہاںاور اس کام کے لئے بے تاب ہوں تو پیغمبر اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

"(اگر ایسا ہے) تو راہ خدا میں جہاد کے لئے چلے جاؤ اگر راہ خدا میں شہید ہو گیا تو حیات جاودانی ہے اور پروردگار کے یہاں رزق پاؤگے اور اگر طبیعی موت سے مرجائے تو تجھے خدا شہادت کا درجہ عطا کرے گا اور اگر تو زندہ واپس آئے تو تمام گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر واپس آئے ہو جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی نکل کر آئے ہو، اس وقت سائل نے کہا کہ اے خدا کے رسول ﷺ میرے عمر رسیدہ ماں باپ زندہ ہیں اور مجھ سے مانوس ہیں میرا (گھر سے) خارج ہونا وہ پسند نہیں کرتے اس وقت پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو اپنے والدین کے ساتھ رہیں، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تمہارا ان سے ایک رات اور ایک دن انس اور پیار کرنا ایک سال کی جنگ (جہاد) سے بہتر ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے پیغمبر اکرم ﷺ سے اذن جہاد مانگی تو پیغمبر اکرم (ع) نے فرمایا :

"الک والدة قال نعم قال الز مها فان الجنة تحت اقدامها"[۱]

---

(۱)السعادات ج۲ ص۲٦٧.

کیا تمہاری ماں زندہ ہے تو اس نے کہا جی ہاں اس وقت پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا تو ان کے پاس رہ کر ان کی خدمت انجام دے کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے

مذکر رہ دو روایتوں سے والدین کی عظمت اور مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خدا کی نظر میں والدین کتنے عزیز ہیں ایک اور روایت صاحب وسائل نے یوں نقل کی ہے:

"ا تی ر سول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم رجل انی رجل شاب نشیط واحب الجهاد ولی والدة تکره ذالک فقال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ارجع مع والد تک فوالذ ی بعثنی بالحق لا نسها بک لیلة خیر من جهاد فی سبیل اللہ "(۱)

کسی شخص کو پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آنے کا شرف حاصل ہوا، (کہا : یا رسول اللہ) میں ایک طاقتور جوان ہوں اور جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میری ماں زندہ ہے وہ اس کو پسند نہیں کرتی (اس وقت) پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا تو اپنی والدہ کے پاس پلٹ جاؤ چونکہ اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے مبعوث کیا کہ ماں کا تم سے ایک رات مانوس ہونا جہاد سے افضل ہے۔

---

(۱)وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۰.

نیز پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"رقودک علی السریر الی جنب والدیک فی برّہما افضل من جہادک بالسیف فی سبیل اللہؐ۔"(۱)

ماں باپ کے ساتھ ان کے تخت خواب کے ساتھ سونا اور ان سے نیکی کرنا تلوار کے ساتھ راہ خدا میں جنگ کرنے سے افضل ہے۔

س۔ماں باپ کافر بھی ہوں تو قابل احترام ہیں

اسلام وہ واحد نظام ہے جو انسان کی سعادت او راس کو کمال تک پہنچانے کی خاطر ہر مثبت اور منفی نکات کی طرف اشارہ کرتا ہے اسلامی تعلیمات میں سے ایک نکتہ جس کی طرف متعدد آیات میں اشارہ ہوا ہے یہ ہے:

مشرکوں اور کافروں سے دوستی رکھنا حرام ہے لیکن اس قانون سے والدین کو مستثنیٰ کیا ہے۔

یعنی اگر والدین یا ان میں سے ایک غیر مؤمن یا فاسق یا کافر ہو پھر بھی قابل احترام ہیں ان سے روابطہ حسنہ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے زکریا ابن ابراہیم سے منقول ہے:

"قال ذکر یا ابن ابراهم لابی عبداله انی کنت نصرانیا

---

(۱)ارزش پدر ومادر ص ۱۸۷.

فاسلمت وان ابی وامی علی النصرانیة واهل بیتی وامی مکفو فة البصر فأکون معهم واکل فی اُنتیهم ،قال: یا کلون لحم الخنز یر؟ فقلت لا ولا یمسو نه، فقال علیه السلام: لا با س فانظر امک فبرها، فاذا ما تت فلا تکلها الی غیرک "(۱)

زکریا ابن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں مسیحی تھا اب مسلمان ہو چکا ہوں لیکن میرے والدین اور خاندان اس وقت بھی مسیحی ہیں اور میری ماں نا بینا ہے میں ان کے ساتھ زندگی کر رہا ہوں اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں کیا یہ میرے لئے جائز ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ سور کا گوشت کھاتے ہیں، میں نے کہا نہیں وہ سور کا گوشت نہیں کھا تے اور اس کو ہاتھ تک نہیں لگا تے ۔

تب امام (ع) نے فرمایا کہ ان کے ساتھ رہنے اور کھا نے میں کوئی حرج نہیں ہے ان کے ساتھ رفت وآمد رکھنے کے ساتھ ماں کا خیال رکھیں اور ان سے نیکی کریں اگر وہ مرجائے تو اس کا جنازہ دوسروں کے حوالہ نہ کرے .ایک روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ نےیوں ارشادفرمایا ہے :

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعلی علیہ

---

(۱)اصول کافی ج ۲ ص ۱۶۱۹.

السلام يا علی اکرم الجار ولو کان کا فرا واکرم الضيف ولو کان کا فرا واطع الوالدين ولو کا نا کا فرين ولا ترد السا ئل وان کان کا فرا قال صلی الله عليه وآله وسلم يا علی رأيت علی باب الجنة مکتو با انت محرّمة علی کل بخيل ومراء وعاق ونمام"[۱]

حضرت پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا اے علی علیہ السلام ہمسایہ سے نیکی کرو اگرچہ وہ کافر ہو نیز مہمانوں کا احترام رکھو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، والدین کی اطاعت کرو اگرچہ وہ کافر ہوں اور مانگنے والے کو خالی واپس نہ لوٹاؤ اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو پھر آپ نے فرمایا اے علی علیہ السلام میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اے جنت تم ہر کنجوس ریاکار عاق والدین اور سخن چین افراد پر حرام ہے۔

تحلیل وتفسیر حدیث:

اگرچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین فاسق ہوں یا کافر مشرک ہوں یا مومن تمام حالات میں ان کا احترام رکھنا اخلاقی طور سے اولاد پر لازم ہے لیکن فقہ میں جو احکام کافروں کے بارے میں آئے ہیں وہ اپنی جگہ پر محفوظ ہیں ان کی نجاست طہارت، ارث وغیرہ کا حکم احترام والدین سے ایک الگ مسئلہ ہے جن کے بارے میں روایات مذکورہ ساکت ہیں۔

---

(۱)جامع الاخبار، ص ۸۳.

ایک روایت یہ ہے کہ (بر الوالدین وان کانا فاجرین).والدین کے ساتھ نیکی کرو اگرچہ وہ فاجر اور ستمگر ہی کیوں نہ ہوں اسی طرح امام محمدباقر علیہ السلام نے فرمایا:

"ثلاث لم یجعل اللہ عزوجل لا حد رخصة ادا ء الامانة الی البروالفا جر الوفاء بالعهد الی البر و الفا جر وبرالو الدین برین کانا او فاجرین "[1]

امام نے فرمایا کہ خدا نے تین چیزوں کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دی ہے :

۱ ۔ امانت کو ادا کرنا چاہے رکھنے والا نیک آدمی ہو یا برا ۔

۲۔ وفاء بہ عہد کرنا چاہے نیک ہو یا برا ۔

۳۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا چاہے وہ نیک ہوں یا برے۔

نیز امام رضاعلیہ السلام نے فرمایا:

" برالوالدین واجب وان کا نا مشرکین، ولا طاعة لهما فی معصیة الخالق"[2]

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا لازم ہے اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں

---

(۱)بحارج ۷٤.

(۲) بحارالانوارج ۷٤.

لیکن جب وہ نافرمانی خدا کرنے کا حکم دیں تو اطاعت لازم نہیں ہے۔

اسی طرح ایک روایت جناب جابر سے یوں نقل کی گئی ہے:

"قال سمعت رجلا یقول لابی عبد اللہ ان لی ابوین مخا لفین فقال برھما کما تبر المسلمین ممن یتولانا"[1]

جابر نے کہا میں نے سنا کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میرے والدین آپ کے مخالف ہیں (کیا وہ قابل احترام ہیں) آپ نے فرمایا ان سے نیکی کرو جس طرح میرے ماننے والے مسلمانوں سے نیکی کی جاتی ہے۔

ش۔ ماں، باپ سے محبت کا حکم

دوستی اور محبت، والدین اور اورلاد کے ما بین ایک امر طبیعی ہے لیکن جب انسان غلط سوسائٹی اور مغرب زدہ معاشرہ میں تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ اولاد کی محبت اور دوستی کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ والدین ان کے مزاج اور طبیعت کے منافی ہیں لہذا جب والدین نیک مشورے یا نیک نصیحتوں سے ان کو سمجھانا چاہتے ہیں تو وہ ان کی نصیحت اور باتوں پر عمل نہیں

---

(۱) بحار ج ۱۷٤.

کرتے جس کے نتیجہ میں والدین کے ساتھ ہونے والی قدرتی محبت ختم ہو جاتی ہے لہٰذا والدین کے ساتھ عام عادی انسان کی طرح سلوک کرنے لگتے ہیں جب کہ یہ اسلام میں بہت ہی مذموم طریقہ ہے۔ کیونکہ والدین کے ساتھ محبت اور دوستی کرنے کو پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احفظ ودّ ابیک لا تفطئہ فیطفئی اللہ نورک"[۱]

آپ نے فرمایا تم کو چاہئے کہ اپنے باپ کے ساتھ دوستی اور محبت کو ہمیشہ برقرار رکھیںّاور ان سے قطع محبت نہ کرو کیونکہ اگر ان سے محبت اور دوستی کو قطع کروگے، تو خدا تمہارے نور کو قطع کریگا۔

لہٰذا بہت ساری روایات میں اس طرح کا جملہ پایا جاتا ہے کہ خدا کی رضایت اور اسکی اطاعت ماں باپ کی رضایت اور اطاعت میں پوشیدہ ہے کہ اس جملے کی حقیقت یہ ہے کہ انسان ماںباپ کو عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور علت کی بناء پر کبھی بھی برا نہ مانیں بلکہ ہمیشہ ان سے دوستی اور محبت سے پیش آئیں۔

کیونکہ یہی ماں باپ انسان کی نجات اور آباد ہونے کا ذریعہ ہیں پس اگر

---

(۱) نقل از ارزش پدر ومادر.

ہم والدین کی شناخت کریں اور ان کو ہمیشہ خوش رکھیں یا ان کی اطاعت کرتے رہیں تو در حقیقت خدا کی شناخت اور اس کی رضایت اور اسکی اطاعت حاصل کئے ہوئے ہیں لہذا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :

" بر الو الدین من حسن معر فت العبد با اللہ"[۱]

۱۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا انسان کا خدا کی بہترین شناخت ہونے کی دلیل ہے ۔ نیز اگر انسان ائمہ معصومین ﷺ سے محبت اور دوستی کرنے کا خواہاں ہو تو ائمہ معصومین علیہم السلام نےیوں ارشاد فرمایا ہے :

"قال الصادق علیه السلام من وجد برد حبنا علی قلبه فلیشکر الدعا لامه فانها لم تخن اباه"[۲]

آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص ہم اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت کو اپنے دل میں احساس کرے تو وہ اپنی ما ں کے حق میںّبہت زیادہ دعا کرے، کیونکہ اس نے اس کے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی ہے، لہذا ماں باپ سے دوستی اور نیکی کرنا حقیقت میں خدا اور ائمہ سے دوستی اور محبت کرنے کی علامت ہے جب ہم والدین سے محبت کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ان کے ہم کلام اور ہم صحبت ہو جاتے ہیں کہ والدین سے ہم کلام ہونا شریعت اسلام میں بہت

---

(۱) مستدرک ج ۱۵ ص ۱۹۸ .

(۲) من لایحضر الفقیہ ج ۳ ص ۳۲۵.

ہی اہم مسئلہ اورقابل ارزش کام ہے. لہٰذا پیغمبر اکرم نے اس مسئلہ کویوں ارشا د فرمایا ہے: "قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احق بحسن صحا بتی ؟قا ل امک قال ثم من ؟قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امک قال ثم من ؟ قال ابوک "[1]

ایک شخص نے پیغمبر اکرم سے پوچھا اے خدا کے رسول ہم کلام اور ہم صحبت ہونے کے لئۓ کون سزا وار ہے ؟ آپ نے دوبار فرمایا تمہاری ماں بہتر ہے ۔ تیسری دفعہ پوچھا پھر کون سزاوار ہے ؟ آپ نے فرمایا تمہا را باپ سزاوار ہے۔

پس محترم قارئین! اگر ان مختصر جملات پر غور کریں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے :

۱۔ والدین سے محبت کرنا خدا اور آئمہ علیہم السلام سے محبت کرنے کی علامت ہے۔

۲۔ ان سے نیکی کرنا خدا کی بہترین شناخت ہونے کی علامت ہے۔

۳۔ زندگی میں بہترین ہم کلام اور ہم صحبت ماں باپ ہیں ۔

لہٰذا قرآن مجید میں حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کا قصہ نجوبی اس مطلب کو بیان کرتا ہے کہ ماں باپ اور فرزندان کے مابین دوستی اور محبت ہونی چاہئیے صرف ان کے اخراجات فراہم کرنا کافی نہیں ہے ۔

---

(۱) مستدرک ۱۰ / وسائل ج۱۵ .

تیسری فصل

احترام والدین کا دنیا میں نتیجہ

اگر احترام والدین سے مربوط روایات معصومین علیھم السلام کا مطالعہ کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت اور احترام کا نتیجہ دو قسم کا ہے:

۱۔ دنیوی نتیجہ۔

۲۔ اخروی نتیجہ ۔

یہاں اختصار کے ساتھ دنیوی اور اخروی نتائج کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے دنیوی نتائج میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا :

۱۔ان الله تعالی وضع اربعا فی اربع برکة العلم فی تعظیم الا ستاذ وبقاء الایمان فی تعظیم الله ولذت العیش فی بر الوالدین والنجات من النار فی ترک ایذاء الخلق۔[۱]

خدا وند متعال نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں قرار دیا ہے:

---

(۱) کیفر کردار ج ۱ص ۲۲٤.

۱۔ علم کی برکت کو استاد کے احترام میں۔

۲۔ ایمان کی بقاء کو خدا کے احترام میں۔

۳۔ دنیوی زندگی کی لذت کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے میں۔

٤۔ جہنم کی آگ سے نجات پانے کو لوگوں کو اذیت نہ پہچانے میں ۔

ہر با شعور انسان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کی زندگی خوش گوار ہو اور اس سے لذت اٹھائے زندگی کی شیرینی اور لذت سے بہرہ مند ہونے کی خاطر مال اولاد خوبصورت بنگلہ گاڑی اور بیوی وغیرہ کی آرزو ہوتی ہے لیکن اگر ہم غور کریں کہ ہمارے پاس یہ ساری چیزیں مہیا ہوں لیکن والدین سے رشتہ منقطع اور ان کی خدمت انجام دینے سے محروم ہو تو وہ زندگی ان لوازمات زندگی کے باوجود شیرین اور لذت آور نہیں ہو سکتی ۔

لہٰذا پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دنیوی زندگی کی لذت ماں باپ کی خدمت اور احترام رکھنے میں پوشیدہ ہے پس اگر کوئی شخص دنیوی لوازمات زندگی کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھے لیکن والدین کا احترام نہ کرے تو یہ خام خیالی اور کج فکری کا نتیجہ ہے کیونکہ والدین کا احترام دنیوی زندگی میں سعادت مند ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے ، لہٰذا ذات باری تعالی کی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت ہم پر لازم ہے، تب ہی تو متعدد روایات میں ان کے حقوق اور احترام کی سفارش کی گئی ہے لہٰذا امام جعفر صادق علیہ السلام نے والدین کی خدمت اور احترام کی تاکید کرتے ہوئے یوں ذکر فرمایا ہے :

"ویجب للوالدین علی الولد ثلا ثه اشیاء شکر هما علی کل حال وطاعتهما فیما یا مر انه و ینهیا نه عنه فی غیر معصیة الله ونصیحتهما فی السر والعلانیة وتجب للولد علی والده ثلا ثة خصال اختیا ره لوالدته وتحسن اسمه والمبا لغة فی تا دیبه"[۱]

"فرزند پر ماں ،باپ کے حق میں سے تین چیزیں لازم ہیں:

۱ ۔ ہر وقت ان کا شکر گزار ہونا۔

۲۔ جن چیزوں سے وہ نہی اور امر کرے اطاعت کرنا بشر طیکہ معصیت الٰہی نہ ہو۔

۳۔ ان کی موجودگی اور عدم موجودگی میں ان کے لئے خیر خواہی کرنا۔

اسی طرح باپ پر اولاد کے تین حق ہیں:

۱ ۔ اچھا نام رکھنا ۔

۲۔ اسلامی آئین کے مطابق تربیت کرنا۔

۳۔ ان کی تربیت کیلئے اچھی ماں کا انتخاب کرنا ۔

---

(۱) تحف العقول ص ۳۳۷.

لہذا جو شخص دنیامیں زندگی کی لذت اور سعادت کے خواہاں ہے اسے چاہئے کہ والدین کی خدمت سے کبھی کوتاہی نہ کریں ۔

الف۔ ماں باپ کی طرف دیکھنا عبادت ہے

اسلام میں کئی ہستیوں کے چہروں کو دیکھنا عبادت قرار دیا ہے:

۱۔ عالم دین کے چہرے کو دیکھنا ۔

۲۔ معصومین کے چہرے کو دیکھنا ۔

۳۔ والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت کا درجہ دیا گیا ہے کہ یہ حقیقت میں ماں باپ کی عظمت اور فضیلت پر دلیل ہے ۔

ماں باپ کی طرف دیکھنے کی دو صورتیں ہیں :

۱۔ ناراضگی اور غم وغصہ کی حالت میں دیکھنا کہ اس طرح دیکھنا باعث عقاب اور دنیوی زندگی کی لذتوں سے محروم ہونے کا سبب ہے کہ جس سے شدت سے منع کیا گیا ہے چنانچہ اس مطلب کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نےیوں ارشاد فرمایا :

"من العقوق ان ينظر الرجل الى ابويه يحد اليهما النظر"[۱]

---

(۱)بحارج ۷۱

برے اور عقاب آور کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان والدین کی طرف تند وتیز نگاہوں سے دیکھے۔

ایک اور روایت میں فرمایا:

"من نظر الی ابوبیه بنظر ماقت وهما ظالمان له لم یقبل الله له صلواة "[۱]

اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کی طرف ناراض اور غضب کی نگاہ سے دیکھے تو خدا اس کی نماز کو قبول نہیں کرتا اگرچہ والدین نے اس پر ظلم بھی کیا ہو۔

لہٰذا اگر کسی روایت میں والدین کی طرف دیکھنے کی تعریف آئی ہے اسے عبادت قرار دی ہے تو اس سے مراد محبت اور پیار کی نگاہ ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا

"النظر الی وجه الوالدین عبادة"[۲]

ماں باپ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے یعنی باعث نجات اور سعادت ہے۔ دوسری روایت میںاامام رضا علیہ السلام نےیوں اشارہ فرمایا:

"النظرالی الو الدین برأ فة ورحمة عبادة۔"[۳]

---

(۱)اصول کافی ج ۲ ص ۳٤۹.

(۲)مستدرک ج۱۵ ص ۳۰٤.

(۳)حقوق زن وشوہر.

ماں باپ کی طرف مہرو محبت کے ساتھ دیکھنا عبادت ہے اسی طرح پیغمبر اکرم ﷺ نےیوں فرمایا:

" نظرالولد الی والدیه حبا لهما عبادة"[۱]

ماں باپ سے مہرو محبت کی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے۔ نیز ایک روایت جناب اسماعیل نے اپنے والدبزرگوار حضرت امام جعفر صادق + سے اور امام نے اپنے آباء علیہم السلام سے نقل کی ہے:

"قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نظرالولد الی والدیه حبالهما عبادة"[۲]

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا فرزند کا ماں باپ کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے۔

اسی طرح ایک روایت میں ماں باپ کی طرف دیکھنے کو حج مقبول جیسا ثواب ذکر ہوا ہے:

"عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما من ولد بار ینظر الی والد یه نظر رحمة الا کا ن له بکل

---

(۱)کشف الغمتہ (ص ۲٤۲ نقل ارزش پدر ومادر.

(۱)بحار الانوار ج ۷۲.

نظرة حجة مبرورة فقالو یا رسول الله وان نظر فی کل یوم مائة قال نعم الله واطیب ۔"(۱)

ابن عباس نے کہا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی فرزند محبت کی نگاہ سے والدین کی طرف دیکھے تو ہر نظر کے بدلے حج مقبول کے برابر ثواب ہے اس وقت لوگوں نے کہا اے رسول خدا اگر ایک دن میں سودفعہ دیکھے پھر بھی حج کے برابر ہے ؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں حج کے برابر ہے (کیونکہ) خدا ہر چیز سے بزرگ تر اور ہر عیب سے منزہ ہے ۔

گذشتہ روایات کی روشنی میں کئی مطالب واضح ہو جاتے ہیں:

۱ ۔ ماں باپ کی طرف دیکھنے کی دوصورتیں ہیں غم وغصہ کی نگاہ سے دیکھنا یہ شریعت اسلام میں شدت سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ مہر و محبت سے دیکھنا یہ عبادت ہے۔

۳۔ ماں باپ کی طرف دیکھنے کا ثواب حج مقبول کے برابر ہے والدین مومن ہو یا فاسق فاجر ہو یا کافر قابل احترام ہےں ۔

ب۔ ماں باپ کی خدمت میں طول عمر

والدین کی خدمت اور احترام کرنے کے دنیا وی نتائج میں سے اہم ترین

---

(۱)بحار الانوار.

نتیجہ یہ ہے کہ ماں باپ کا احترام اور ان کی خدمت کرنے سے خدا اس کو دنیا میں طویل اور لمبی زندگی عطا کرتا ہے چنانچہ اس مطلب کو پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں فرمایا :

" قال النبی من احب ان یکو ن اطول النا س عمرا فلیبر والدیه"[۱]

اگر کوئی شخص طول عمر کے خواہان ہو تو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۔

اس روایت میں پیغمبر نے شرط کے ساتھ فرمایا جو لوگ دنیوی زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی اور طولانی عمر چاہتے ہیں تو والدین کے ساتھ نیکی اور ان کا احترام فراموش نہ کرے۔

نیز دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

"من سره ان یمد له فی عمره ویبسط له فی رزقه فلیصل ابویه فان صلتها من طاعة الله "[۲]

اگر کوئی شخص عمر طولانی اور رزق میں اضافہ ہونے کا خواہاں ہو تو والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ہمیشہ رابطہ رکھے چونکہ ان سے نیک رفتاری اوراچھا

---

(۱)مستدرک ج ۱۵ .

(۲) بحارج ۷٤ صفحہ ۸٦.

سلوک کرنا اطاعت الٰہی کے مصادیق میں سے ایک ہے۔

نیز ایک اوردوسری روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :

" ان کنت ترید ان یزاد فی عمر ک فبر شیحک یعنی ابویه"[۱]

اگر تم اپنی عمر میں ترقی اور اضافہ ہونا چاہتے ہو تو اپنے ماں باپ کی خدمت انجام دو اور ان کے ساتھ نیکی کرو اسی طرح ایک اور روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا :

"من بر والد یه طوبیٰ له و زادا له فی عمره"[۲]

خوش نصیب بندہ وہ ہے جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا ہے کیونکہ ایسے بندے کو خدا اس کے عوض میں اس کی دینوی زندگی میں اضافہ فرماتا ہے۔

اگر انسان ان تمام روایات کی تحلیل وتفسیر کرے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ طول عمر کا مسالہ بہت ہی مشکل اور اہمیت کا حامل ہے لیکن انسان غور کرے تو والدین کی برکت سے اور ان کی خدمت کرنے کےنتیجے میں خدا انسان کی دنیوی زندگی میں اضافہ فرماتا ہے جبکہ آیت یہ ہے کہ اگر موت کے مقررہ وقت آپہنچے تو ایک لحظہ تقدم وتاخر کی گنجائش محال ہے ۔

---

(۱) بحارج ۷۱.

(۲)بحار الانوار.

لیکن والدین کی خدمت اور احترام ایسا سبب ہے کہ اس کو انجام دینے والے کو خدا طویل عمر اور لمبی زندگی عطا کرتا ہے کہ جس کے خواہاں ہر انسان ہیں چاہے امیر ہو یا غریب عورت ہو یا مرد۔
لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں بخوبی کہہ سکتا ہے کہ سعادت دنیوی اور اخروی ماں باپ کی خدمت میں پوشیدہ ہے کیونکہ روایات میں آیا ہے کہ خداوندعالم ماں،باپ کی خدمت کرنے والوں کو عمر اور دولت یقیناً اضافہ کرتا ہے کہ یہ دونوں سعادت دنیا وآخرت کا سبب ہیں لہٰذا اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ والدین کتنی بڑی نعمت ہیں کہ خداہم سب کو والدین کی خدمت کرنے کی توفیق اور ان کے تابع ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔

ج ۔والدین کے احترام میں دولت

دنیوی نتائج میں سے تیسرا اہم نتیجہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی اور خوش رفتاری سے پیش آنے کے نتیجے میں خدا اس کو دنیا میں دولت مند اور فقر وفاقہ سے نجات دیتا ہے کہ یہ والدین کی عظمت اور حقوق کی ادائیگی شریعت اسلام میں لازم ہونے کی دلیل ہے ۔کیونکہ دنیا میں ہر انسان کی خواہش یہی رہتی ہے کہ اپنے آپ کو دولت مند اور امیر بنائے تاکہ کسی کا بوجھ نہ بنے اور معاشرے میں باوقار اور عزت مند نظر آئے، لہٰذا ہزاروں مشقتیں اٹھانے پر آمادہ ہے تاکہ دولت سے محروم نہ ہو پائے ،اگر انسان شریعت اسلام کے اصول و ضوابط سے واقف ہو تو کبھی بھی دولت میں اضافہ کا میاب زندگی گذارنے میں مانع پیش نہیں آتا کیونکہ نظام اسلام نے دنیوی زندگی کو آباد کرنے میں اتنی اہمیت دی ہے کہ جتنی اہمیت ابدی زندگی کو دی گئی ہے۔

چنانچہ اس مطلب کو حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے علماءیوں نقل کرتے ہیں:

"اعملوا لدینا کم کا نک تعیش ابداً و اعملوا لآ خرتکم کانک تموت غدا "[1]

تم لوگ دنیا میں اتنی زحمت اٹھاؤکہ گویا ہمیشہ زندہ رہو گے اور آخرت کیلئے اتنا کام کرو کہ گویا کل ہی مرجاؤ گے۔

لہٰذا اگر ہم غور کریں تو عقل بھی دنیوی زندگی کو حلال طریقے کے ساتھ آباد کرنے کی تاکید کرتی ہے کیونکہ یہی دنیوی زندگی میں ہی ابدی زندگی کی آبادی اور نابودی پوشیدہ ہے اور دولت دنیوی زندگی کو آباد کرنے کے ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ہے کہ اگر ہم والدین کے حقوق کی رعایت کرینگے تو خدا نے اس کو دولت مند بنانے کی ضمانت دی ہے کہ اس مطلب کو پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

---

(۱) نہج البلاغہ.

"من يضمن لی برالوالدين وصلة الرحم اضمن له كثرة المال وزيادة العمر والمحبة فی العشيرة "[1]

یعنی اگر کوئی شخص مجھے ضمانت دے کہ میں والدین کا احترام اور صلہ رحم ترک نہیں کروں گا تو خدا اس کے مال اور عمر میں اضافہ کرنا اور ان کے خاندان میں وہ عزیز ہونے کی میں ضمانت دیتا ہوں.

نیزدوسری روایات میں اس طرح کی تعبیریں بہت زیادہ ہیں کہ ویبسط المرزق یعنی اگر ہم والدین کے حقوق کو ادا کریں تو خدا ہماری دولت میں مزید اضافہ فرمائے گا بہت ساری روایات جو عاق والدین کی مذمت پر دلالت کرتی ہے کہ ان میں سے بھی کچھ روایات سے واضح ہو جاتا ہے کہ والدین کا احترام نہ کرنے کے نتیجہ میں اس کی عمر میں کوتا ہی دولت میں کمی آجاتی ہے کہ ان روایات سے انشاء اللہ بعد میں تفصیلی گفتگو ہوگی۔

لہٰذا والدین کا احترام رکھنا حقیقت میں ہماری زندگی آباد ہونے کا ذریعہ ہے لیکن ہماری نادانی ہے کہ ہم والدین کے حقوق کو ادا کرنا وبال جان سمجھتے ہیں کہ یہ اسلامی تعلیمات سے محروم اور اصول وضوابط کے پابند نہ رہنے کا نتیجہ ہے وگرنہ بہت ساری روایات اس طرح کی ہے کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ

---

(۱) مستدرک نقل از کتاب ارزش پدر ومادر.

احترام سے پیش آئیں تا کہ کل ہمارے فرزندان بھی ہمارے ساتھ احترام سے پیش آسکیں۔

پس اگر ہم دولت مند اور امیر ہونے کی خواہش رکھتے ہیں تو والدین کے حقوق کو کبھی فراموش نہ کریں اور یہ خیال نہ کرے کہ والدین کے حقوق ادا کئے بغیر ہم دولت مند اور امیر بن سکتے ہیں کیونکہ ایسا خیال اور فکر تعلیمات اسلامی سے دور ہے .ماں باپ کے حقوق ادا کئے بغیر کبھی دولت مند نہیں ہو سکتا ہے لہذا دنیا میں بہت زحمتوں کے باوجود ہماری دولت میں ترقی نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہم والدین کے حقوق کو ادا نہیں کرتے اور ان کو اپنے بچے اور بیوی کے حدتک عملی میدان میں احترام کے قائل نہیں ہیں کہ اس کا نتیجہ دنیا میں دولت مندی اور لمبی زندگی سے محرومی ہے ، لہذا امام رضا علیہ السلام نے باپ کی اطاعت اور حقوق ادا کرنے کو اس طرح بیان فرمایا ہے

"قال الرضا علیک بطا عة الاب وبره والتو اضع والخضوع والا عظام والا کرام له وخفض الصوت بحضرته فانّ الاب اصل الا بن والابن فرعه لولاه لم یکن لقدرة الله ابذ لوا لهم الامو ال والجاه و النفس "[1]

---

(۱)۔ بحارج ۱۷ چاپ بیروت.

"تم پر باپ کی اطاعت کرنا اور ان سے خوش فتاری سے پیش آنا اور ان کے سامنے انکساری اور ان کو بزرگی کی نگاہ سے دیکھنا اور ان کے سامنے آواز بلند نہ کرنا لازم ہے۔ کیونکہ باپ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ فرزند اس کے شاخہ کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اگر باپ نہ ہوتا تو خدا اس کو خلق ہی نہ کرتا پس اپنے اموال کو اور مقام و منزلت کو ان پر فدا کرے۔"

د۔ والدین کے احترام میں کامیابی

ہر معاشرہ اور سوسائٹی کے باشعور افراد کی کوشش یہی رہی ہے کہ ہم اپنے فیلڈ اور شعبہ میں کامیابی سے ہمکنار ہو لیکن کامیابی کے حصول کی خاطر شب و روز تلاش کے باوجود بہت ایسے افراد نظر آتے ہیں کہ جو برسوں مشقتیں اٹھانے کے باوجود کامیابی سے محروم رہ جاتے ہیں کہ شاید جس کی علت یہ ہو کہ ہم نے والدین جیسی عظیم ہستیوں کے احترام کی رعایت نہیں کی ہے جسکا نتیجہ دنیا میں کامیابی سے محروم اور معاشرہ میں بدنامی کا باعث بنتا ہے کیونکہ ہم والدین کے نیک نصیحتوں پر عمل کے بجائے لاابالی قسم کے افراد کے مشوروں پر چلتے ہیں اور والدین کے حقوق کی رعایت نہیں کرتے کہ جس کا لازمہ دنیا میں ہزاروں زحمتیں اٹھانے کے باوجود کامیابی جیسی نعمت سے محروم رہنا ہے، چونکہ جب کوئی فرزند والدین کی نصیحت اور مشورے پر عمل کئے بغیر ان کو ناراض ہونے دیتا ہے تو والدین ان کی ناکامیابی دیکھ کر ایک لمبی سی سانس ناراضگی کی حالت میں لیتے ہیں تو وہ عرش تک پہونچتی ہے کہ اس کا نتیجہ فرزند مزید ناکامی اور بربادی میں بتلا ہوتا ہے۔

لہذا روایت میں ہے کہ والدین جب اولاد کے حق میں دعا کرتے ہیں تو کبھی خدا اس کو رد نہیں کرتا ہے کہ اس مطلب کو پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

" اربعة لاترد دعوة ویفتح لھم ابواب السماء ویصیر الی العرش دعاء الوالد لولده والمظلوم علی من ظلمه والمعمر حتی یرجع والصائم حتی یفطر۔"[1]

چار ہستی خدا کی نظر میں اس طرح کے ہیں کہ اگر وہ دعا کرے تو کبھی استجابت سے محروم نہیں ہوتے:

۱۔باپ فرزند کے حق میں دعا کرے۔

۲۔ مظلوم ظالم کے خلاف دعا کرے۔

۳۔ عمرہ انجام دینے والے کی دعا عمرہ سے واپس آنے تک۔

٤۔روزہ دار کی دعا افطار کرنے تک۔

---

(۱) کتاب ارزش پدر ومادر.

یہ وہ افراد ہیں جن کے لئے خداوندعالم نے رحمتوں کے دروازے کھول رکھے ہے ں، تاکہ ان کی فریاد عرش تک پہنچ جائے ۔
لہٰذا انسان کی کامیابی اور دنیوی زندگی کو شادابی کے ساتھ گزارنے میں ماں باپ کی بہت بڑی دخالت ہے تب بھی تو دنیا میں ایسے فرزند بھی نظر آتے ہیں کہ والدین کی نیک نصیحتوں اور اچھے مشوروں پر نہ چلنے کے نتیجہ میں دنیوی زندگی اوراخروی زندگی دونوں کی سعادتمندی سے محروم رہے ہیں لہٰذا قدیم زمانے میں ایک دولت مند کہ جس کا ایک عیاش فرزند تھا اس دولت مند باپ نے اس عیاش بیٹے سے بارہا لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک اورنیک رفتاری سے پیش آنے کی نصیحت کی مگر اس نے نہیں مانا۔
لیکن جب باپ کی موت قریب ہوئ تو باپ نے اس کو اپنے قریب بلایا اور کہنے لگا کہ اے میرے عیاش بیٹے میرا آخری وقت ہے لہٰذا میں تجھے وصیت کرتا ہوںؔاوراس گھر کے فلانکمرے کی چابی تیرے حوالے کرتا ہوں کہ جب تو ہر قسم کی منزلت ومقام سے کھوبیٹھے تو اس کمرے کے دروازے کو کھولنا اور اس کی چھت کے ساتھ ایک رسی آویزان کی گئ ہے اس وقت اس رسی کو کھینچ کر اپنے گردن کو لٹکانا تاکہ تو زندگی سے نجات پائے وہ فرزند باپ کے مرنے کے کچھ سالوں بعد ثروت اور دیگر عیاشی کے ضروریات کھوبیٹھا تو باپ کی وصیت یاد آئ۔

لہذا فوراً کمرے کی چابی کھولنے لگا تو دیکھا کہ چھت کے ساتھ ایک رسی آویزان ہے کہ وہ عیاش بیٹا زندگی سے تنگ آچکا تھا لہذا فوراً زندگی سے نجات پانے کی خاطر رسی کو مضبوطی سے کھینچ کر گردن سے لٹکانے کی کوشش کی کہ اتنے میں رسی کے ساتھ سونے کی ایک تھیلی چھت سے گرپڑی تو فوراً باپ کی نصیحتوں اور نیک مشوروں کو یاد کرنا شروع کیا اور اپنی بدبختی اور نا کامیابی کی ملامت شروع کردی اور کہنے لگا کہ میرے باپ میری کامیابی کو کسی حد تک دل سے چاہتے تھے لیکن میں نے ان کی نصیحتوں پر عمل نہیں کیا نتیجہ خودکشی تک پہنچا لیکن پھر بھی باپ نے مجھے نجات دی [1]۔

لہذا روایت میں ایسا جملہ مکرر آیا ہے کہ الاب اصل وفرعہ ابنہ یعنی باپ علت ہے فرزند معلول ہے کہ معلول کی کامیابی اور ناکامی علت میں پوشیدہ ہے ۔پس اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمیں دنیا ودین کا میابی کی طرف لے جانے والے صرف والدین اور انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں لہذا انہیں کے نصیحتوں اور مشورں پر چلنا ہماری کامیابی کا سبب بنتا ہے ۔

ز۔ ماں ،باپ پر سختی کی ممانعت

ماں ،باپ کے متعلق احکامات میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد کا ان پر سختی کرنا فقہی رو سے حرام ہے چاہے نازیبا الفاظ استعمال کرکے اذیت پہنچائے یا ناشائستہ

---

(۱)داستان ہائے شیرین ،ص ۱۳۰.

فعل کے ذریعے ان کو ناراض کرے، شرعاًقابل مذمت ہے چنانچہ اس مطلب کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابن مہزم نے یوں نقل کیاہے:

"عن ابن مہزم قال فلمادخلت علیہ قال لی مبتد أً یا ابامہزم مالک ولخالدہ (یعنی ام) اغلظت فی کلا مہا البار حۃ اما علمت ان بطنہا منزل قد سکنتہ وان حجرہا مہدقدعمر تہ وثدیہا وعاء قد شربتہ قلت بلی قال علیہ السلام فلا تظفہا۔"(۱)

ابن مہزم نے کہا کہ جب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو امام علیہ السلام کی نظر مجھ پرپڑ تے ہی فرمایا ۔اے ابن مہزم کل تو اپنی ماں کے ساتھ کسی چیز پر جھگڑا کر رہا تھا اور تو ان کی گفتگو سے کیوں ناراض ہوا کیا تم نہیں جانتے کہ ان کا شکم تمہاری منزل تھی کہ جس میں تو رہا کرتا تھا اور ان کا دامن تیرا گہوار تھا کہ جس میں تو آرام سے لطف اندوز ہوتا تھا اور ان کا دودھ تیرا کھانا اورپینا کہ جس سے تو شرب ونوش کرتا تھا ۔(ابن مہزم نے کہا) جی ہاں اس طرح تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا پس ان پر سختی نہ کر۔

اس حدیث سے والدین کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لہٰذا ماں باپ کو کسی قسم کی سختی اور اذیت پہنچانا شر یعت اسلام میں حرام اور ہر انسان کی نظر

۱۔ مستدرک ج ۱۵ ص ۱۹۱.

میں مستحق مذمت ہے۔ نیز اور ایک روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

"ملعون من سب امه"[1]

۱۔ جو شخص ماں کو دشنام اور گالی دے یا ان کے لئے نازیبا الفاظ استعمال کرے گا وہ خدا کی رحمت سے دور ہے خواہ وہ فعلی اذیت ہو یا قولی، اسلام کی نظر میں کوئی فرق نہیں ہے پس ماں، باپ کی شان میں نازیبا الفاظ کا استعمال کرنا موجب عقاب او رنابودی کا سبب ہے۔

اسی طرح روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ ماں باپ کو مارنا بہت ہی شدت کے ساتھ ممنوع قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس مطلب کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا:

"ملعون ملعون من ضرب والده او والدته "[2]

معلون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے ماں باپ کو مارے۔

تفسیر و تحلیل:

ان روایات سے کئی مطلب کا استفادہ ہوتا ہے:

۱۔ قول وگفتار کے ذریعہ ماں باپ پر سختی کی ممانعت۔

---

(۱) نہج الفصاحہ.

(۲)ارزش پدر ومادر.

۲۔ ان کو گالی دینے کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے۔

۳۔ ان کو مارنا پیٹنا حرام ہے۔

یہ مطالب توضیح طلب ہیں لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف اسی اجمالی تذکرہ پر اکتفا کرتا ہوں اگرچہ اخباری کتب میں روایات صحیح السند کی شکل میں یا مرسلہ اور مسند کی صورت میں بہت زیادہ ہیں لیکن تحصیلات کے اوقات کو نعمت سمجھ کر اجمالی اشارہ کو کافی سمجھتا ہوں ۔

لہٰذا اگر کوئی شخص والدین پر سختی سے پیش آیا یا نعوذباﷲ مارنے پیٹنے کی حد تک پہونچ گیا تو خدا اس کی دولت میں کمی عمر میں کوتا ہی ،دنیوی کاموں میں ناکامیابی ،معاشرے میں بدنامی ، اور ہر قسم کی عزت وشرافت سے محروم کرنے کے علاوہ موت کے وقت بہت ہی اذیت اور عالم برزخ میں سختی اور قیامت کے دن حساب وکتاب کے موقع پر خسارہ سے دوچار ہوگا پس والدین کا احترام کرنا اور ان پر ہر قسم کی سختی پہنچانے سے پرہیز کرنا ، فطری اور عقلی دلیلوں کی چاہت کے باوجود انبیاء اور ائمہ معصومین (ع) کے فرامین کا خلاصہ ہے ۔ لہٰذا اگر آپ ماں باپ پر سختی کریں گے تو کل آپ کی اولاد بھی آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے چنانچہ اس مطلب کو معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا : "بروا آبائکم تبرا بنائکم "[1]

---

(۱)اصول کافی.

تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو تا کہ کل تمھارے فرزندان بھی تمہارے ساتھ نیکی کریں

ر۔ والدین کی رضایت میں خدا کی رضایت

پورے مسلمانوں کی کوشش یہی رہتی ہے کہ خداوندعالم ہماری ہر حرکات وسکنات پر راضی ہو اسی لئے طرح طرح کی زحمتوں کے باوجود فروع دین اور اصول دین کے احکام کے پابند ہو جاتے ہیں تا کہ خداوند علی الاعلی کی رضایت جلب کرنے سے محروم نہ رہیں ، لہٰذاہزاروں روپئے خمس کی شکل میں یا صدقہ اور دیگر وجوہات کو اداء کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں سرگرم رہتے ہیں لیکن اگر ہم اسلام کے اصول وضوابط سے تھوڑی سی آگاہی رکھتے ہوں تو معلوم جائے گا کہ خدا نے اپنی رضایت وخوشنودی اورناراضگی کو ماں، باپ کی رضایت اور نارضگی میں مخفی رکھا ہے ،جیسا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے :

"اول ما کتب علی اللوح انااللّٰہ ولاالہ الا انا من رضی عنه والد ه فانا عنه راض ومن سخط علیه والده فانا علیه ساخط"(۱)

یعنی لوح محفوظ پر سب سے پہلے یہ لکھا گیا ہے :میں اﷲ ہوں اور میرے

---

(۱)معراج السعادۃ ص ۳۸٤.

علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کہ اگر کسی پر اس کے ماں باپ خوش ہو تو میں بھی اس پر خوش ہوں لیکن اگر کسی پر اس کے والدین ناراض ہوں تو میں بھی اس سے ناراض ہوں۔

.نیز دوسری روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا :

"رضاء الر ب فی رضاء الوالدین وسخطه فی سخطهما"[1]

خدا کی رضایت ماں باپ کی رضایت میں پوشیدہ ہے اور ان کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں مخفی ہے ۔

مذکورہ روایات کے مضمون کے مطابق ایک حکایتبھی ہے جو قابل ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام زبور کی تلاوت کررہے تھے اتنے میں اچانک ایک خاص کیفیت اور حالت آنحضرت ﷺ پر طاری ہوئی اور سوچ کرکہنے لگے کہ شائید دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت گذار کوئی اور نہ ہو کہ جب اس طرح سوچنے لگے تو خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی :

"اے داؤد اگر اتنی عبادت سے اپنے آپ کو دنیا میں عابد تر سمجھتے ہو تو اس پہاڑکے اوپر جاکر دیکھو کہ میرا ایک بندہ سات سو سال سے میری عبادت اور مختصر سی کوتاہی پر مجھ سے طلب مغفرت کررہا ہے جب کہ وہ کوتاہی میری نظر میں جرم نہیں ہے چنانچہ جب حضرت داؤد نے اس پہاڑپر جاکر دیکھا کہ ایک عابد عبادت اور

---

(۱)کنزالعمال ج ١٦ ص ٣٨٠ نقل از اخلاق زن وشوہر.

رکوع و سجود کے نتیجے میں بہت ہی کمزور ہو چکا ہے اور نماز میں مشغول ہے تھوڑی دیر جناب داوٗد منتظر رہے جیسے ہی اس عابد نے نماز تمام کی حضرت داوٗد(ع) نے اس کو سلام کیا عابد حضرت (ع) کے سلام کے جواب دینے کے بعد پوچھنے لگا کہ تو کون ہے ؟

حضرت داوٗد نے فرمایا کہ میں داوٗد ہوں کہ جیسے ہی داوٗد کا نام سنا تو کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو داوٗد ہے تو میں تیری ترک اولی کی وجہ سے تیرے سلام کا جواب نہیں دیتا لہٰذا اس پہاڑ پر ہی خدا سے معافی مانگیں ۔کیونکہ میں ایک دن گھر کی چھت پر رفت آمد کرنے کے نتیجہ میں میری ماں پر کچھ خاک آپڑی تھی کہ اسی کی معافی کے لئے سات سو سال سے میں اس پہاڑ پر خدا سے طلب مغفرت کررہا ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میری ماں مجھ سے راضی ہوئی ہے یا نہیں ؟[1]

پس والدین کی عظمت اور بزرگی کی وجہ سے خدا نے اپنی رضایت کو ان کی رضایت میں مخفی رکھا ہے اگر خدا کی رضایت چاہتے ہو تو والدین کے احترام اور حقوق کو ادا کرکے ان کو راضی کرینگے اس کا نتیجہ خوشنودی الہی کا حصول ہے دنیا وآخرت میں سعادت سے مالا مال ہونے کا سبب ہے ۔

۱۔ الدین فی نصص ج۳،۲۳نقل از ارزش درومادر.

چوتھی فصل

احترام والدین کا آخرت میں نتیجہ

روایات اور آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ہر انسان تین عالموں سے گزرتا ہے اور یہ حتمی ہے:

۱۔ عالم دنیا۔

۲۔ عالم برزخ۔

۳۔ عالم آخرت ۔

ان تینوں زندگیوں میں والدین کے احترام کا نتیجہ ضرور ملتا ہے لہذا عالم دنیا کے نتائج کی طرف بہت ہی اختصار کے ساتھ اشارہ کرنے کے بعد مناسب ہے کہ عالم برزخ اور عالم آخرت میں والدین سے اچھے سلوک اور نیک رفتاری سے پیش آنے کے نتائج کی طرف بھی اشارہ کروں۔

الف ۔قبر کے عذاب سے نجات :

ان نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ حالت احتضار اور عالم برزخ میں والدین کے احترام اور ان کے ساتھ اچھے سلوک کرنے والوں کو شدت اور سختی سے نجات ملتی ہے فشار قبر ونکیرین کے سوال وجواب کے موقع پر مشکلات سے دوچار نہیں ہوتا نیز قبر کی تاریکی اور تنہائی کے وقت والدین کا احترام نور اور ساتھی کی حیثیت سے عالم برزخ میں رونما ہو جاتا ہے ۔

ب۔ گناہوں کی معافی کا سبب:

گناہ خدا اور عبد کے درمیان ایک پردہ ہے کہ جس سے عبد کو خدا کی حقانیت اور کرامت نظر نہیں آتی ہے نیز گناہ انسان کی قدرتی صلاحیتیں ختم ہونے کا ذریعہ بھی ہے لہٰذا خداوند اپنے بندوں سے دور اور مخفی ہونے کا تصور گناہوں کا نتیجہ ہے کیونکہ غیر معصوم ہر انسان کسی نہ کسی معصیت اور گناہ میں ضرور مرتکب ہو جاتا ہے لیکن خدا نے اپنے گناہگار بندہ کو نجات دینے کی خاطر اس کو اپنے قریب قرار دینے کی خاطر توبہ جیسی نعمت فراہم فرمایا ہے ،یعنی اگر توبہ کرے تو میں تمھارے گناہوں کو معاف کروں گا کہ یہ واضح دلیل ہے کہ خدا اپنے بندوں کے ساتھ نیکی اور اچھائی کے خواہاں ہے کہ اگر توبہ کی بھی توفیق نہ ہو پائے تو مایوس نہ رہے بلکہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے تاکہ اس کے عوض میں گناہوں کو معاف کیا جا سکے کہ اس مطلب کی طرف پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

"جاء رجل الی النبی فقال انی ولدت بنتا حتی اذابلغت جئت بھا الی قلیب فد فعھا فی جوفه فما کفارة ذالک فقال رسول الله الک ام حیة قال لا قال فلک خالة حیة، قال نعم قال صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم فا بر ر ھا فانھا بمنز لته الام یکفر عنک ما صنعت"(۱)

ایک شخص پیغمبرؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے خدا کے رسول میری ایک بیٹی تھی کہ اس کو میں نے تربیت دی پھر جب جوان ہوئی تو میں نے زندہ کنوئیں‌میں پھینک کر ختم کردیا اس کا کفارہ کیا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے اس نے کہا کہ میری ماں زندہ نہیں ہے پھر آپؑ نے فرمایا کیا تیری خالہ زندہ ہے؟اس نے کہا جی ہاں میری خالہ زندہ ہے پس جاؤ خالہ کی خدمت کرو کیونکہ خالہ ماں کی مانند ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے خدا تیرے گناہ کو معاف کرے گا۔

پس والدین کے احترام باعث نجات ہے۔

نیز دوسری روایت جسے امام محمد باقر علیہ السلام نے پیغمبر اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو انجام

---

(۱) اصول کافی ج ۲، ۱٦۳.

دینے سے خدا وند کریم ضرور اس کا گناہ معاف کرتا ہے لہٰذا خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو ان تینوں کو انجام دینے کی فرصت کو ہاتھ سے جانے دے، اور ان کے ذریعے گنا ہوں کی معافی خدا سے نہ چاہے :

۱۔ اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے اعمال اور عبادات انجام دے ۔

۲۔ اگر کوئی شخص ماں باپ کے ساتھ نیکی اور احسان کرے ۔

۳۔ جب میرا نام سنا جاتا ہے تو اس وقت درود بھیجے کہ آپ نے فرمایا جو بھی شخص ایسی فرصت کو ہاتھ سے جانے دے خدا اس کو اپنی رحمت سے دور رکھا کرتا ہے ۔[۱]

اور ایک روایت آنحضرت ؐ سے یوں منقول ہے کہ ایک شخص کو آنحضرت کی خدمت میں آنے کا شرف حاصل ہوا اور آنحضرت سے پوچھا اے خدا کے رسول ؐ شاید کوئی ایسا گناہ نہ ہو جو میں نے انجام نہ دیا ہو لہٰذا کیا میری توبہ قابل قبول ہے آنحضرت ؐ نے اس سے سوال کیا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں میرا باپ زندہ ہے اس وقت آنحضرت نے فرمایا جاؤ ان سے نیکی کرو لیکن وہ جانے کے بعد آپ نے فرمایا کاش اس کی ماں زندہ ہوتی [۲]

---

(۱) ارزش پدرومادرص ٤٠٠.

(۲) ارزش پدر ومادر.

لہذا آپ ان روایات سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ والدین کا احترام کتنا اہم اور مفید ہے کہ جس سے ہمارے تمام گناہوں کو معاف کیا جاسکتا ہے جبھی تو ایک دفعہ ہمارے استاد محترم نے درس کے دوران ایک واقعہ سنایا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص عارف تھا کہ وہ ہمیشہ دن کے کسی وقت قبور کی زیارت کو جاتے تھے ایک دن اچانک کسی جدید قبر سے ان کا گذر ہوا تو دیکھا کہ اس قبر پر ایک عجیب سا بچھو ہے تھوڑی دیر دیکھتا رہا تو دیکھا کہ بچھو اس کے قبر کے اندر جانے لگا اتنے میں قبر سے فریاد کی آواز آنے لگی اس وقت عارف نے خدا سے مناجات کرکے اس کی روح سے پوچھا :

اے بندہ خدا تو نے دنیا میں کون سا گناہ انجام دیا تھا جس کے نتیجہ میں خدا نے تم پر ایسا بچھو مسلط کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے دنیا میں والدین کا احترام اور ان کے حقوق کی رعایت نہ کی تھی اس کے نتیجہ میں یہ بچھو ہر روز ایک دفعہ میری قبر میں آتا ہے او رمجھے اتنی اذیت دیتا ہے کہ میں بے اختیار فریاد کرنے لگتا ہوں۔

ج۔ والدین کی خدمت میں جنت

ہر مسلمان کا اعتراف ہے کہ مرنے کے بعد اس دنیوی زندگی کی پوری حرکات وسکنات کا حساب وکتاب یقینی ہے اس کا حساب وکتاب کے بعد ابدی زندگی کا آغاز جنت یا جہنم سے ہوگا لہٰذا ہر شخص جنت کی تلاش اور جہنم سے نجات پانے کی خاطر دنیا میں نیکی اور اسلام کے اصول وضوابط پر چلنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اگر انسان انبیاء اور ائمہ ؑکی سیرت اور اقوال پر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ خدا نے جنت اپنے بندونکو بہت ہی آسان کام کے بدلے میں دیا ہے کیونکہ خدا نے جنت میں جانے کے بہت سارے ایسے اسباب بتائے ہیں کہ جو بہت ہی مختصر اور آسان ہیں۔کہ ان مختصر اور آسان کاموں کو انجام دینے پر خدا نے ابدی زندگی میں جنت دینے کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ اس مطلب کو حضرت پیغمبر اکرم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

"قال الجنة تحت اقدام الا مهات"[۱]

جنت ماوؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

توضیح:

اگرچہ یہ روایت ماں کی خدمت انجام دینے کو باعث نجات ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن دوسری روایات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جنت باپ کی خدمت کرنے کی صورت میں بھی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا اس روایت یا اس روایت کی مانند دوسری روایات میں ماں کا ذکر کرنا شاید احساس عاطفی کی بنیادپر ہو یعنی حقیقت میں پیغمبر اکرم ﷺ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ماں کی خدمت باپ کی

---

(۱) مستدرک الوسائل ج ۱۵.

خدمت پر مقدم ہے کیونکہ عورتوں کا احساس مردوں کے احساس سے بہت زیادہ ہے اور وہ جلدی متاثر ہو جاتی ہیں لہٰذا دوسری روایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تحت اقدام الامهات روضة من رياض الجنة"[۱]

ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت کے باغوں میں سے بہت سارے باغ پوشیدہ ہیں۔

تحلیل:

ان دو روایتوں کو آپس میں مقائیسہ کریں تو یہ نتیجہ ملتا ہے:

۱۔ والدین کا احترام اور ان کی خدمت کرنا جنت میں جانے کا باعث ہے۔

۲۔ جنت میں بہت سارے باغات ہیں کہ وہ باغات ہر قسم کے میوہ جات وافر مقدار کے ساتھ اور ہر قسم کے پھولوں سے معطر ہے کہ ان باغات میں سے کئی باغ خدا نے اپنے بندوں کو والدین کے ساتھ نیکی اور اچھے سلوک کرنے کے عوض میں عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے کہ یہ والدین کی عظمت اور شرافت کی دلیل ہے کہ ایسی شرافت اور عظمت مسلمانوں میں سے صرف والدین کو حاصل ہے لہٰذا اسلام

---

(۱) مستدرک چاپ قدیم ج ۲.

میں والدین بننے کی خاطر ازدواج اور تربیت اولاد کی کتنی اہمیت اور تاکید کی گئی ہے۔ پس اگر ہم والدین کی حقیقت سے آگاہ ہوجائیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہماری دنیوی زندگی میں کامیابی والدین کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

نیز ایک اور روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"قال النبی صلی‌اللّٰہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم یا شاب هل لک من تعول قال نعم قال من؟ قال امی فقال النبی صلی‌اللّٰہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم الز مها فان عند رجلیها الجنة"(۱)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا اے جوان کیا تمھارے رشتہ داروں میں سے کوئی زندہ ہے؟ جوان نے کہا جی ہاں میری ماں زندہ ہے پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا پس تم کو چاہئے کہ ماں کی خدمت کرو کیونکہ بہشت ان کے پیروں کے نیچے ہے۔ اسی طرح اور ایک روایت پیغمبر اکرم ﷺ سےیوں نقل کی گئی ہے:

" ان رجلا اتی النبی صلی‌اللّٰہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم فقال انّی نذرت للہ ان اقبل باب الجنة وجبهة حورالعین فقال له النبی صلی‌اللّٰہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم قبّل رجل امک وجبهةابیک۔"(۲)

بتحقیق ایک شخص پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا (اے خدا کے

---

(۱)میزان الحکمتہ ج ۱۰ ۷۱۲، نقل از کتا بچہ مادر.

(۲)قرۃالعین فی حقوق الوالدین ۲۸.

رسول) میں نے جنت کے دروازے اور حورالعین کی پیشانی کو بوسہ دینے کی نذر کی ہے (اس کو انجام دینے کیلئے کیا کروں) آپ نے فرمایا تو اپنی ماں کے پاؤں اور باپ کے پیشانی کو بوسہ دو یعنی اگر ہم جنت کے دروازے اور حور العین کو بوسہ دینے کے خواہاں ہیں تو ماں باپ کا احترام کریں کیونکہ ماں باپ کے احترام میں جنت اور حورالعین مخفی ہے۔

د۔ حساب وکتاب میں آسانی

عالم آخرت میں والدین کے احترام کے نتائج میں سے ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ والدین کی خدمت کرنے سے روز قیامت حساب وکتاب میں آسانی ہوجاتی ہے کہ شریعت اسلام میں حساب وکتاب کا مسئلہ معاد کے مسائل میں سے بہت پیچیدہ اور اہم مسئلہ شمار کیا جاتا ہے لہٰذا قرآن مجید میں سب سے زیادہ آیات قیامت اور حساب وکتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اسی طرح معاد کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں میں سب سے زیادہ روایات روز قیامت اور حساب وکتاب کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

حساب وکتاب کی سختی کو بھی روایت میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ جب محشر کے میدان میںحساب کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا تو اتنی سختی سے دوچار ہوگی کہ ان کے جسم سے نکلا ہوا پسینہ چالیس اونٹوں کے سیراب کے لئے کافی ہے چنانچہ قیامت کے دن حساب کے بارے میں پیغمبر اکرم ﷺ نےیوں ارشاد فرمایا ہے:"قال رسول اللہ صلی اللہعلیہوآلہوسلم : "کل محا سب معذب فقال لہ قائل یا رسول اللہ فاین قول اللہ عزوجل فسو ف یحاسب حسابا یسیرا قال ذالک العرض یعنی التصفح "[1]

آپ نے فرمایا کہ جن افراد سے حساب لیا جاتا ہے ان کو سزا بھی دی جاتی ہے یعنی (حساب جن افراد سے لیا جاتا ہے ان کو سختی کی جاتی ہے) کہ اس وقت کہنے والے نے کہا کہ اے خدا کے رسول اگر ہر ایک سے حساب کے وقت سختی کی جاتی ہے تو خدا کا یہ قول کیا ہے جلد ہی حساب آسانی سے لیا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا اس سے اعمال کے جستجو اور تحقیق مراد ہے، نہ اینکہ حساب وکتاب کے وقت آسانی اور کمی۔

لہٰذا بہت ساری روایات میں مختلف قسم کی تعبیرات کا مقصد یہ ہے کہ حساب کے وقت سختی کی جاتی ہے کہ جن پر کسی کو حق اعتراض نہیں ہے ۔نیز حساب وکتاب کی کمیت و کیفیت کے بارے میں بھی امام علی علیہ السلام نےیوں اشارہ فرمایا ہے:

"سئل علی علیہ السلام کیف یحا سب اللہ الخلق علی کثرتھم؟ فقال علیہ السلام کما یر ز قھم علی کثر تھم فقیل فکیف

---

(۱) معانی الاخبار طبع حیدری ۲۶۲.

يحا سبهم ولا ير ونه ؟ فقال عليه السلام كما يرز قهم ولا يرونه"(۱)

جب امام علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ (اے علی) خدا اپنے اتنے سارے بندوں سے کیسے حساب لے گا ؟

آپ نے فرمایا کہ جس طرح اتنی کثرت کے ساتھ مخلوقات کو روزی دیتا ہے اسی طرح حساب لے گا پھر آپ سے پوچھا گیا ۔ کیسے خدا مخلوقات سے حساب لیتا ہے جب کہ ان کو خدا نظر نہیں آتا آپ نے فرمایا کہ جس طرح ان کو روزی دی ہے جب کہ ان کو نظر نہیں آتا۔

پس حساب کتاب اور ان کی سختیوں سے کوئی بھی بشر خارج نہیںہے اور یہ حتمی ہے لیکن اگر کوئی شخص دنیا میں والدین کی خدمت انجام دیتا رہاہے اور ان کے احترام میں کوشاں رہے تو اس کے بدلے میں خدا حساب وکتاب کی سختی سے نجات دیتا ہے :

اس مطلب کو امام محمد باقر علیہ السلام نےیو ں ارشاد فرمایا ہے:

"برالوالدين تهونان الحساب "(۲)

---

(۱) نہج البلاغہ حکمت ۳۰۰ نقل از معاد شناسی.

(۲)مشکاۃ الانوار ۱٦٥ ،نقل از کتا بچہ مادر.

یعنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا حساب وکتاب میں آسانی ہونے کا سبب ہے۔ لہٰذا والدین ہی دنیوی زندگی کی آبادی ، اور فشار قبر سے نجات ، قیامت کے دن حساب وکتاب میں آسانی ، اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے ۔

پانچویں فصل

عاق والدین

الف۔ سب سے بڑا گناہ عاق والدین

شریعت اسلام میں دو قسم کے گناہ کا ذکر کیا گیا ہے: ۱۔ کبیرہ ۔۲۔ صغیرہ۔

گناہ کبیرہ ان گناہوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کو انجام دینے کی صورت میں خدا کی طرف سے عقاب مقرر کیا گیا ہے لہٰذا اگر آپ گناہ کبیرہ کی حقیقت اور تعداد سے باخبر ہونا چاہتے ہیں تو جناب مرحوم آیت اللہ شہید محراب دستغیب کی ارزش مند کتاب گناہان کبیرہ اور تفسیر کی کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں لیکن گناہ کبیرہ میں کچھ ایسے گناہ ہے کہ جن کو اکبر الکبائر سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ جن میں سر فہرست عاق والدین ہے یعنی عاق والدین تمام گناہان کبیرہ میں سب سے بڑا گناہ ہے کہ اس مطلب کی طرف پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

"اکبر الکبائر الشرک باالله وقتل النفس وعقوق الوالدین وشها دة الزور"[۱]

۱۔ نہج الفصاحۃ، ص۸۲.

"گناہ کبیرہ میں سے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شریک ٹھرانا اور کسی کو قتل کرنا، ماں، باپ کے ساتھ برے سلوک سے پیش آنا اور جھوٹی شہادت دینا ہے۔"

نیز دوسری روایت میں آنحضرت نےیوں ارشاد فرمایا ہے:

"قال رسول اللہ صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم : خمس من الکبا ئر: الشر ک باﷲ وعقوق الوالدین والفرار من الز حف وقتل النفس بغیر حق والیمین الفاجرة تذعه الدیار بلاقع"[1]

پیغمبر اکرم صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں گناہ کبیرہ میں سے ہیں:

۱۔خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا۔

۲۔ ماں پاب کے ساتھ برا سلوک کرنا، عاق والدین۔

۳۔ جہاد کے موقع پر بھاگنا۔

٤۔ کسی کو نا حق قتل کرنا۔

٥۔ جھوٹی قسم کھا کر اپنے آپ کو نابود کرنا۔

نیز اور ایک روایت میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

(۱) جامع الاخبار، ص٨٤، نقل از ارزش پدر ومادر.

"ان اکبر الکبا ئر عند اللہ یوم القیا مۃ الشر ک با اللہ وقتل نفس المؤمن بغیر الحق والفرار من سبیل اللہ یوم الز حف وعقوق الوالدین"[1]

بے شک روزہ قیامت خدا کی نظر میں سب سے بڑا گناہ کبیرہ میں سے یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شریک ٹھرانا اور کسی مؤمن کو مار ڈالنا جنگ کے موقع پر راہ خدا سے بھاگنا اور ماں باپ کو ناراض کرنا اسی طرح اخباری کتابوں میں عاق والدین کاگناہ کبیرہ میں سے یا تمام گنا ہوں سے بڑا گناہ ہونے پر بہت ساری روایات پائی جاتی ہیں۔

چنا نچہ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا:

" الذ نوب التی تظلم الھواء عقوق الوالدین"[2]

گناہوں میں سے جو فضاء کو تاریک اور آلودہ کرتا ہے وہ عاق والدین کا گناہ ہے ۔

ان مذکو رہ احادیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ والدین کو ناراض کرنا سب سے بڑا گناہ ہے اس گنا ہ کے نتیجہ میں اولاد کی زندگی برباد ہو نے کے علاوہ رب

---

(۱) میزان الحکمۃ باب العقوق.

(۲) بحارالانوار، ج ۸٤ ، نقل از کتاب ارزش پدر ومادر.

العزت کے فیض وکرم سے محروم ہو جاتا ہے لہٰذا حضرت امام علی علیہ السلام کے دور میںآپ ایک دفعہ رات کے آخری وقت اپنے فرزند بزرگوار امام حسن علیہ السلام کو لے کر کنار خانہ کعبہ خدا سے مناجات کے لئے نکلے تو دیکھا کہ ایک مسکین خانہ کعبہ میں خدا سے راز ونیاز کرتے ہوئے آنسو بہارہا ہے ۔

امام علیہ السلام نے اس کی اس حالت کو دیکھ کر امام حسن علیہ السلام سے فرمایا اے بیٹا حسن اُس مسکین کو میرے پاس لے کر آنا امام حسنؑ مسکین کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ مسکین بہت غمگین حالت میں پڑا ہے لہٰذا کہنے لگے اے خدا کے بندے تجھے حضرت پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی کی دعوت ہے لہٰذا اٹھ ۔

جب مسکین نے امام علی کی دعوت کو امام حسن کی زبان سے سنا تو دوڑتا ہوا امام علی کی خدمت میں پہنچا تو امام نے اس سے پو چھا اے مسکین تیری کیا حاجت ہے ؟

مسکین نے کہا: اے میرے مولا حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے باپ کو اذیت پہنچائی ہے کہ جس کی بناء پر میرے والد نے مجھے عاق کردیا ہے اس کے نتیجہ میںمیرے بدن کا نصف حصہ فالج کی بیماری میں مبتلا ہے۔

امام (ع) نے فرمایا: یہ بتاؤ تم نے باپ کو کیا اذیت پہنچائی تھی؟

وہ کہنے لگا کہ میں ایک جوان اور عیاش بندہ تھا کہ ہر قسم کے گناہ میں مرتکب ہوتا تھا باپ مجھے گناہ کرنے سے منع کرتے تھے لیکن میں ان کی نصیحت پر عمل نہ کرنے کے علاوہ دوسرے گناہوں کا زیادہ مرتکب ہوا کہ حتی ایک دن میں کسی گناہ کا مرتکب تھا اس وقت میرے باپ نے مجھے منع کیا تو میں نے اس کے جواب میں ایک لاٹھی لے کر باپ کو مارنے لگا تو باپ نے ایک لمبی سانس لی اور اسکے بعد مجھ سے کہنے لگے کہ آج ہی میں خانہ کعبہ جاکر تجھے عاق اور نفرت کروں گا۔

باپ نے مجھے عاق کیا جس کے نتیجہ میں میرے بدن کا نصف حصہ فالج کی بیماری سے دوچار ہوا ہے اس وقت اس مسکین نے بدن کے مفلوج حصے کو امام علی علیہ السلام کو دکھایا، لیکن جب میں پشیمان ہوا تو میں باپ کے پاس گیا اور معذرت خواہی کی اورباپ سے درخواست کی کہ میرے حق میں دعا کریں باپ راضی ہو گئے اور خانہ کعبہ کی جس جگہ سے مجھے عاق کیا تھا اس جگہ میرے حق میں دعا کرنے کے بعد شہر مکہ کی طرف جانے کی خاطر اونٹ پر سوار ہوئے جب کسی صحرا میں میںپہونچے تو ایک پرندہ آسمان کی طرف سے آنے لگا اور عجیب سے کوئی پتھر باپ کے اونٹ کی طرف پھینکا کہ جس کے نتیجہ میں باپ اونٹ سے گر کر دنیا سے چل بسے اور میں نے وہیں پر ہی دفن کیا۔

لہٰذا ابھی انھیں کی یاد میں رات کے وقت تنہائی کے حالت میں خدا سے رازونیاز کررہا ہوں لیکن میرے باپ نے اظہار رضایت کی مگر میرے بدن کا مفلوج حصہ ٹھیک نہیں ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے مسکین اگر تیرا باپ تم سے راضی ہوا ہے تو تیری سلامتی کے لئے میں دعا کرتا ہوں امام نے دعا فرمائی کہ اس کے نتیجے میں مفلوج حصہ ٹھیک ہوا پھر امام اپنے فرزند بزرگوار کے پاس آئے اور فرمایا:

"علیکم ببرالوالدین "[1] تم پر والدین کے ساتھ نیکی کرنا فرض ہے لہٰذا کوئی ایسا عمل انجام نہ دیں جس سے تمہارے والدین تمہارے ساتھ نفرت کرنے لگیں۔

ب۔ عاق والدین کی مذمت

تعلیمات اسلامی کی روشنی میں روشن ہے کہ والدین کی عظمت بہت ہی زیادہ ہے لہٰذا والدین کو ناراض کرانا ان کے مشکلات کے موقع پر کام نہ آنا اور ان کے حقوق کو ادا کرنے میں کوتاہی کرنا اور ان کی خدمت انجام دینے سے انکار کرنا موجب عاق والدین بن جاتا ہے کہ جس کی شریعت اسلام میں بہت ہی مذمت کی گئی ہے۔

جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" لو علم اللہ شیا ہو ادنی من اف نہی عنہ وہو من ادنی

---

(۱) کتاب ارزش پدر ومادر، ص۳۸۹.

العقوق ومن العقوق ان ينظر الرجل الى والد يه فيحدّ النظر اليهما"[۱]

یعنی اگر خدا کی نظر میں کلمہ اف سے کمتر کوئی اور کلمہ ہوتا تو ماں باپ کے حق میں اس سے منع کرتا کیونکہ کلمہ اف والدین کو ناراض کرنے والے الفاظ میں سے مختصر ترین کلمہ ہے ۔ لہٰذا اگر کوئی ماں ،باپ کی طرف ناراضگی کی حالت میں دیکھیں تو وہ بھی عاق والدین میں سے ہے۔

توضیح:

مذکورہ روایت میں اگر غور کیا جائے تو دو مطالب کی طرف اشارہ ملتا ہے:

۱۔ عاق والدین متعددمراتب پر مشتمل ہے کہ ان مراتب میں سے کمترین مرتبہ والدین سے اف کہنا کہ اس مطلب کی طرف خدا نے بھی اشارہ فرمایا:

﴿فَلاَتَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلاَتَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴾[۲]

۲۔ عاق والدین شریعت اسلام میں ایک مذموم کام ہے لہٰذاعاق والدین کے بارے میں امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

---

(۱) جامع السعادات ج ۲ نقل از کتاب ارزش پدر ومادر.

(۲)سورہ اسراء آیت ۲۳.

"العقوق يعقب القلة ويؤدى الى الذلة"[1]

یعنی عاق والدین دولت اور عمر میں کمی اور انسان کو ذلت وخواری کی طرف لے جانے والے اسباب میں سے ایک ہے۔پس معلوم ہوا کہ عاق والدین انسان کی زندگی نابود ہونے کا ذریعہ ہے چاہے دنیوی زندگی ہو یا اخروی۔

چنانچہ اس مطلب کی طرف پیغمبر اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا:

"قال رسول الله صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم خمسة من مصائب الآخرة فوت الصلاة وموت العالم ورد السائل ومخالفة الوالدين وفوت الزكاة۔"[2] آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں اخروی زندگی کے لئے باعث مصیبت ہوجاتی ہیں:

١۔نماز کا نہ پڑھنا۔

٢۔ عالم دین کامرنا۔

٣۔سائل کو مایوس واپس کرنا۔

٤۔ ماں باپ کی مخالفت کرنا۔

٥۔ زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا۔

---

(١) مستدرک نقل از کتاب ارزش پدر وماد.

(٢) نصائح، ص ٢٢٢ نقل از کتاب ارزش پدر ومادر.

لہذا ماں باپ کی مخالفت اور ان کے عاق سے پرہیز نہ کرنے کی صورت میں دنیا وآخرت دونوں میں انسان مشکلات سے دوچار ہوتا ہے چنانچہ جناب زمخشری (مولف تفسیر کشاف) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کسی حادثہ میں ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی تھی جب وہ بغداد پہونچے تو کسی نے ان سے اس کی علت پوچھی تو انہوں نے یوں جواب دیا کہ میں بچہ تھا اس وقت میں نے ایک چڑیا پکڑ کر دھاگے سے اس کو باندھ دیا لیکن وہ چڑیا میرے ہاتھ سے نکل کر کسی سوراخ میں جانے لگی تو مجھے بہت غصہ آیا اس کے نتیجہ میں میں نے اس کو سوراخ سے کھینچ کر نکالنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی جب اس بات کی خبر میری ماں تک پہنچی تو میری ماں مجھ سے نفرت کرنے لگی اور دعا کی:

" خدا تیری ٹانگ کو بھی اسی طرح بدن سے الگ کردے"

اس کے نتیجہ میں میری ٹانگ کی یہ حالت ہوئی ہے کہ جب میں بالغ ہوا تو گھوڑے پر سفر کررہا تھا کہ اس سے اترتے وقت میری ٹانگ ایسی ہوگئی اور میں نے سارے ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا لیکن صحیح علاج نہ ہوسکا لہٰذا مجھے اپنی ٹانگ کو کٹوانا پڑا ۔(۱)

اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام نے عاق والدین کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

---

(۱) نقل از کتاب ارزش پدر ومادر.

"ثلاثة من الذنوب تعجل عقوبتها ولاتوأخر الی الآخرة عقوق الوالدين والبغی علی الناس وکفر الاحسان"(۱)

آپ نے فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں جن کا عقاب قیامت آنے سے پہلے دنیا ہی میں دیا جاتا ہے:

۱۔ والدین کی مخالفت اور ناراضگی کا گناہ۔

۲۔ لوگوں پر ظلم و ستم کرنا۔

۳۔ نیکی کے بدلے میں برائی کرنے کا گناہ۔

اس طرح اسلامی کتابوں میں ماں باپ کی مخالفت اور عاق والدین کی مذمت کرتے ہوئے مختلف قسم کے نتائج قصہ وکہانی کی شکل میں ذکر کیا ہے کہ اس کا مقصد ہمارے لئے عبرت ہے۔

جیسا کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ میں ایک شخص دولت مند اور جوان تھا اور اس کا ایک ضعیف باپ بھی تھا اس جوان نے اپنے باپ کا احترام کرنا چھوڑدیا نتیجہ خدا نے اس کی پوری دولت ختم کرکے فقر وتنگدستی اور بیماری میں بتلا کردیا اس وقت پیغمبر اکرم ﷺ اصحاب سے فرمانے لگے:

---

(۱) بحار الانوار ج ۷۳.

"اے لوگو! ماں باپ کی مخالفت اور ان کو آزار واذیت دینے سے پرہیز کرو کیونکہ ہمارے لئے اس دولت مند جوان کی حالت بہترین عبرت ہے کہ خدا نے اس کو والدین کی خدمت نہ کرنے کے نتیجے میں دولت وثروت کو فقر وفاقے میں تبدیل کردیا صحت وتندرستی کو چھین کر مرض میں مبتلا کردیا خدا نے اس کو والدین کی خدمت نہ کرنے کے نتیجہ میں دولت کے بدلے فقر، صحت کے بدلے میں بیماری اور سعادت دنیوی سے محروم کردیا ہے،چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ایاکم ودعوۃ الوالد فانہ ترفع فوق السحاب یقول اللہ عز وجل ارفعوہا الی استجیب لہ وایاکم ودعوۃ الوالدۃ فانہا احدّ من السیف" [۱]

تم لوگ باپ کی نفرت سے پرہیز کرو، کیونکہ جو شخص باپ کی نفرت سے پرہیز کرے گا وہ خدا کی نظر میں آسمانی ابر سے بلند تر ہے اور خدا ان کے حق میں فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو تاکہ میں تمہاری دعا کو قبول کروں، اس طرح ماں کی نفرت سے بھی پرہیز کرو کیونکہ ماں کی نفرت تلوار سے تیز ہے۔

تفسیر وتوضیح:

مرحوم علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں عاق والدین کے بارے میں روایات کو جمع کرنے کے بعد فرمایا کہ حقوق والدین کا ادا کرنا اور ان کی نفرت سے

---

(۱) نقل از کتاب ارزش پدر ومادر ص۳۸۸.

بچنا بہت مشکل ہے لہذا بہترین ذمہ داری اطاعت الٰہی کے بعد ماں باپ کی اطاعت ہے پس ان کو اپنی جوانی اور خواہشات کی منافی قرار دینا ان کی نیک باتوں پر عمل نہ کرنا باعث عقاب ہے۔

ج۔ عقوق والدین کا عقاب دنیا میں

اگرچہ سارے مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر گناہ کا حساب وکتاب اور ثواب وعقاب دنیا میں نہیں دیا جاتا بلکہ فلسفہ معاد ہی حساب وکتاب اور ثواب وعقاب ہے لیکن کچھ گناہ ایسے ہیں جن کے ارتکاب کی صورت میں دنیا میں ہی عقاب کیا جاتا ہے کہ جن میں سے ایک عاق والدین ہے یعنی اگر کسی فرزند سے ماں باپ نے نفرت کی ہو تو اس کا عقاب دنیا میں ہی دیا جاتا ہے چنانچہ اس مطلب کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا ہے:(اگرچہ اس روایت کو کسی مناسبت سے پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے)

"ثلاثة من الذنوب تعجل عقوبتها ولاتوأخر الى الآخرة عقوق الوالدين والبغى على الناس وكفر الاحسان"(۱)

آپ نے فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں جن کا عقاب قیامت آنے سے پہلے دنیا ہی میں دیا جاتا ہے :

---

(۱) بحار الانوار ج ۷۳.

۱۔ والدین کی مخالفت اورناراضگی کا گناہ۔

۲۔ لوگوں پر ظلم وستم کرنے کا گناہ۔

۳۔ نیکی کے بدلے میں برائی کرنے کا گناہ۔

نیزدوسری روایت میں حضرت پیغمبراکرم ﷺ نے فرمایا:

"کل الذنوب یوخر اللہ تعالیٰ ما شاء منھا الی القیامة الا عقوق الوالدین فان اللہ یعجله لصاحبه فی الحیاة الدنیا قبل الممات"(۱) یعنی خداوندعالم ہرگناہ کے عقاب کو قیامت تک تاخیر کرتا ہے مگر عاق والدین، کیونکہ عاق والدین میں مرتکب افراد کو خدا دنیا ہی میں مرنے سے پہلے عقاب کرتا ہے۔

توضیح وتفسیر:

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ گناہ جس کا عقاب دنیا وآخرت دونوں میں ہوتا ہے۔

۲۔ وہ گناہ جس کا عقاب دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں ضرور ہوگا۔

عاق والدین ایسا گناہ ہے کہ اس کا عقاب دنیا وآخرت دونوں میں کیا جاتا ہے لہٰذا متعدد روایات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ عاق والدین سب سے بڑا

---

(۱) نہج الفصاحہ ص ٤٥٨.

گناہ ہے، کہ شاید اسی بناء پر خدا عاق والدین کے گناہوں کو معاف نہیں کرتا ہے بلکہ دنیا ہی میں اس کو عقاب کیا جاتا ہے ۔
حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"قال النبی یقال للعاق اعمل ما شئت فانی لاغفرک ویقال للبار اعمل ماشئت فانی ساغفر لک "[1]

آپ نے فرمایا جو شخص عاق والدین ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جو کچھ چاہے کرلے میں کبھی بھی تیرے گناہوں کو معاف نہیں کروں گا لیکن جو شخص ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ تو جو چاہے کرے میں تیرے گناہوں کو عنقریب معاف کردوں گا ۔

یعنی آنحضرت ﷺ حقیقت میں مغفرت اور گناہوں سے نجات ملنے کی شرط کو بیان کرنا چاہتے ہیں:

جو شخص ماں باپ کو ناراض کرتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جو چاہے کرے لیکن میں کبھی بھی تیرے گناھوں کو معاف نہیں کروں گا لیکن جو شخص ماں، باپ کے ساتھ نیکی کرکے ان کو خوش کرتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جو چاہے کرے میں ضرور تیرے گناہوں کو عنقریب معاف کروں گا ۔

---

(۱) بحارالانوار، ج ٧٤.

توضیح و تحلیل:

اس مذکورہ روایات کی مانند بہت زیادہ روایات نقل کی گئی ہیں کہ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص والدین کے احترام اور حقوق ادا کرنے سے محروم ہوجاتا ہے تو خدا اس کے کسی بھی کار خیر اور عبادت کو قبول نہیں کرتا اسی لئے کچھ روایات میں عاق والدین کے بارے میں اس طرح کی تعبیر وارد ہوئی ہے کہ

"اعمل ماشئت من الطاعة"

پھر بھی میں تیری عبادت کو قبول نہیں کروں گا پس عاق والدین بہت مشکل کام ہے خدا ہمیں عاق والدین سے نجات دے اور ہماری جوانی خوبصورت بیوی اور کوٹھی ،والدین کے احترام کو پامال کرنے کا سبب نہ بنے کیونکہ جوانی، خوبصورت بیوی اور کوٹھی عاق والدین کا سبب ہے تب بھی تو قدیم زمانہ میں کسی عمر رسیدہ ضعیف باپ کا ایک نوجوان بیٹا تھاجس کی شادی ایک خوبصورت خاتون سے ہوئی تھی اور عمر رسیدہ ضعیف باپ کچھ عرصہ جوان بیٹے کے ساتھ ایک ہی گھر میں زندگی گزار رہے تھے پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جوان بیٹا اور خوبصورت دلہن جوانی کی مستی میں عمر رسیدہ باپ کو اپنے مزاج کے منافی سمجھنے لگے۔

لہٰذا ایک ہی دستر خوان پر ساتھ کھانا کھانا صفائی اور پاکیزگی کے منافی قرار دینے لگے اور عمر رسیدہ باپ کو الگ دستر خوان پر کھانا کھلانا شروع کیا زیادہ مدت نہ گزری تھی اتنے میں ضعیف باپ کے پوتہ نے اس حالت کو دیکھا تو پوتا اگرچہ چھوٹا تھا لیکن جوان باپ اور جوان ماں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

جو سلوک آپ لوگوں نے مرے دادا کے ساتھ کیا ہے وہی سلوک ان کے پوتے آپ لوگوں کے ساتھ بھی کریں گے یہ سنکر جوان بیٹا اور جوان بیوی متاثر ہوے اور باپ کو دوبارہ اپنے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھلانا شروع کردیا اور ان کا احترام کرنا شروع کیا لہٰذا ہر جہات سے والدین کا احترام بہت مشکل ہے[1]

د۔عاق والدین کے مراتب

عاق والدین کے مراتب مختلف ہیں یعنی کچھ حالتوں میں عاق والدین کا عقاب دوسری حالت کی نسبت کم ہے جیسے کسی نے ماں ،باپ کی (نعوذباللہ) پٹائی کی ہو کسی نے ماں ،باپ کی باتوں پر عمل نہیں کیا ہو یہ دونوں عاق والدین ہیں لیکن باتوں پر عمل نہ کرنے کا عقاب مارنے پیٹنے کی نسبت کم ہے ، لہٰذا روایات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ ادنی ترین عاق والدین کا مرتبہ ان سے اف کہنا ہے یاناراضگی کی حالت میں ان کی طرف دیکھنا ہے لہٰذا اولاد اور فرزندان یہ خیال نہ کریں کہ ہم والدین کو مارنے پیٹنے کا مرتکب نہیں ہیں پس ہم عاق والدین سے محفوظ ہیں کیونکہ عاق والدین کے مراتب میں سے ادنی ترین مرحلہ ان کو غم وغصہ کی

---

(۱)داستانھای شیرین شنیدنی.

حالت میں دیکھنا ان کو اف کہنا ہے تب بھی تو قرآن میں فرمایا :

"ولا تقل لھما اف"

یعنی ماں، باپ کو اف تک نہ کہو کیوں کہ یہ عاق والدین کے مراحل میں سے پائین ترین مرحلہ ہے چنانچہ اس مطلب پر امام جعفر صادق علیہ السلام نےیوں اشارہ فرمایاہے :

"لو علم اللہ شیا ادنی من اف نھی عنہ ھومن ادنی العقوق ومن العقوق ان ینظر الرجل الی والدیہ فیحد النظر الیھما [ا]

اگر خدا کی نظر میں کلمہ اف سے کمتر کوئی اور کلمہ ہوتا تو اس سے بھی نہی کرتا کیونکہ وہ عقوق کے مراحل میں سے کمترین مرحلہ ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ماں، باپ کی طرف غم وغصہ کی حالت میں دیکھے تو اس سے بھی عاق والدین ہوجاتا ہے ۔

توضیح و تحلیل :

یعنی ہر وہ فعل وقول جو ماں ،باپ کے بے احترامی کا باعث بنتا ہے اور ان کی ناراضگی کا سبب ہوجاتا ہے وہ عاق والدین ہے چاہے کم ہو یا زیادہ، لہٰذا ایک روایت میں امام نے فرمایا اگر کسی نے ماں ،باپ کی طرف ناراضگی کی حالت میں دیکھا تو خدا اس کی عبادت قبول نہیں کرتا اگرچہ ماں، باپ نے اس پر ظلم ہی

(ا) بحار الانوار، ج ۷۱ ص ٦٤.

کیوں نہ کیا ہو، اسی لئے عبادت کی قبولیت کی شرط احترام والدین ہے۔

پس وہ لوگ جو دولت اور عمر میں ترقی کے خواہاں ہیں تو ہمشہ والدین کو خوش رکھیں، کیونکہ والدین کی خوشی ہماری آبادی اورسعادتمندی کا ذریعہ ہے اور ان کی ناراضگی ہماری نابودی اور ہر قسم کی خیرو برکت سے محروم ہونے کا سبب ہے، لہٰذا ہر معاشرے میں ایسے افراد بطور شاہد ملیں گے جنہوں نے والدین کے حقوق کو ادا نہیں کیا جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں کامیابی اور عزت جیسی نعمت سے محروم اور توہین وذلت ،بیماری، فقر و فاقہ کے شکار نظر آتے ہیں۔

اسی لئے آئمہ معصومین علیہم السلام کے فرامین اور ذرین اقوال کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ والدین کا احترام اور ان کے حقوق ادا کرنا حقیقت میں ہماری آیندہ زندگی کی آبادی کا ذریعہ ہے اور والدین کے ناراض ہونے کے مختلف مراحل و مراتب ہیں کچھ مراحل کا عقاب دنیا آخرت دونوں میں کیا جاتا ہے کچھ مراحل اور مراتب کا عقاب صرف آخرت میں ہے کچھ مراتب کا عقاب عالم دنیا اور موت کے وقت کیا جاتا ہے کچھ مرتبوں کا عقاب عالم برزخ اور قبر کی تنہائی کے موقع پر کیا جاتا ہے۔

ز۔عاق والدین جنت سے محروم ہونے کا ذریعہ

دور حاضر کے اکثر انسان جنت اور جہنم کے منکرہیں کیونکہ وہ لوگ مادی زندگی کے بعد معنوی اور ابدی زندگی کے نام کی کسی چیزکے قائل نہیں ہیں لہٰذا اس مادی زندگی کی آبادی کی خاطر خواہشات کے منافی ہر عامل سے مقابلہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور تعلیمات اسلامی پر سلب آزادی اور خواہشات کے منافی قرار دیتے ہوے طرح طرح کے اشکال کرتے ہوے نظر آتے ہیں اسی لئے خواہشات کوپورا کرنے کی خاطر ہر قسم کے عجائب گھر اور خواہشات کی سازگار چیزوں کا تعارف کرارہے ہیں لیکن جو قرآن و سنت کے معترف ہیں۔

ان کا نظریہ ہے کہ مادی زندگی معنوی زندگی کا مقدمہ ہےچنانچہ وہ لوگ تعلیمات اسلامی کے پابند ہوجاتے ہیں تاکہ روز قیامت جنت سے محروم نہ رہیں لہٰذا اگرکوئی شخص ماں ،باپ کے حقوق اور احترام کو پابندی سے انجام دے تو نتیجہ جنت ہے لیکن اگر مسئلہ بر عکس ہو یعنی ماں، باپ کا احترام نہ رکھیں اور عاق والدین کا مصداق بنے تو ایسا شخص روز قیامت جنت سے محروم ہوگا۔

چنانچہ اس مطلب کو امام صادق علیہ السلام نےیوں ارشاد فرمایا ہے :

"قال الصادق علیه السلام اذا کان یوم القیامة کشف غطاء من اغطیة الجنة فوجد ریحها من کانت له روح من مسیرة خمس ماة عام الا صنف واحد قلت ومن هم قال العاق الولدین"(١)

---

(١) نہج الفصاحۃص ٦٧.

امام نے فرمایا کہ جب قیامت برپا ہوگی تو خداوند جنت کے پردے کو ہٹادے گا تو سوائے ایک گروہ کے باقی سارے مؤمنین پانچ سو سال کے عرصے میں طے کرنے والی مسافت سے پہلے جنت کی خوشبو سونگھ لے لیں گے اس وقت راوی نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا وہ گروہ کون ہے جو جنت کی خوشبو سے محروم ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : وہ عاق والدین کا مصداق بننے والا ہے۔

نیز دوسری روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا :

"اياكم وعقوق الوالدين فان ريح الجنة توجد من مسيرة الف عام ولا يجد ها عاق ولا قاطع رحم"[۱]

اے لوگو! تم والدین کی نفرت سے بچو کیونکہ ہر جنتی کو جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت پہلے احساس کرے گا لیکن جو عاق والدین کا مصداق ہے اور صلہ رحمی سے محروم ہے وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔

توضیح و تحلیل:

مذکورہ روایات سے یہ استفادہ ہوجاتا ہے کہ ہر جنتی جنت میں جانے سے پہلے نعمت اور خوشبو سے بہرہ مند ہوجاتا ہے لیکن جو شخص دنیا میں ماں، باپ کا

---

(۱) کافی ج ۲ ص ۳٤۹.

احترام اور ان کے حقوق ادا کرنے سے محروم رہا ہے اس کو قیامت کے دن جنت اور جنت کی خوشبو سے محروم رکھا جائے گا۔

لہٰذا اگر جنت اور جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہے تو ماں، باپ کے احترام کو عملی جامہ پہنائیں ماں، باپ کو عمر رسیدہ اور ہر قسم کی ناتوانی کی حالت میں مزاحم نہ سمجھیں کیونکہ خداوند عالم کی اطاعت کے بعد انبیاء اور آئمہ معصومین نے جن ہستیوں کی اطاعت ہم پر لازم قرار دیا ہے وہ ماں، باپ ہیں لہٰذا ماں، باپ کے حقوق کی رعایت فطرت اور عقل کی چاہت ہونے کے علاوہ کتاب و سنت میں بہت تاکید کی گئی ہے۔

ر۔والدین کے حق میں نماز

پیغمبر اکرم حضرت محمدؐ نے فرمایا:

"العبد المطیع لوالدیه ولربه فی اعلی علیین "[۱]

"ہر وہ بندہ جس نے اپنے والدین اور اپنے رب کی اطاعت کی وہ آخرت میں سب سے عالی ترین مقام پر فائز ہو جائے گا۔"

نیز امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

---

(۱) نہج الفصاحہ.

"وانظر وا هل ترى احدا من البشر اکثرنعمة علیک من ابیک وامک"[1]

غور کریں کیا کوئی ایسا انسان پائیں گے جس نے ماں، باپ سے بڑھ کر تمہارے لئے نعمت دی ہو۔

ماں ب،باپ کی اتنی عظمت کی وجہ سے ان کے نام دو رکعت نماز ان کی طلب مغفرت کی خاطر مستحب قرار دیا گیا،

جو ہماری فقہی اوردعاؤں کی کتابوں میں معروف ہے اس نماز کو انجام دینے کی بہت تاکید کی گئی ہے تاکہ والدین اگر اولاد پر ناراض ہیں تو اس نماز کی برکت سے خدا ان کے درجات میں اضافہ کرنے کی وجہ سے والدین اولاد پر خوش ہوجاتے ہیں جس کو انجام دینے کی کیفیت درج ذیل ہے:

نیت:

میں ماں، باپ کی دو رکعت نماز انجام دیتا ہوں قربۃ الی اللہ کہہ کر تکبیرۃ الاحرام پڑھے پھر پہلی رکعت میں حمد کے بعد دس مرتبہ یہ آیت پڑھیں:

" ﴿ رب اغفرلی ولوالدیّ وللمومنین یوم یقوم الحساب ﴾"

پھر رکوع و سجود انجام دینے کے بعد دوبارہ کھڑے ہوجاے اور دوسری

---

(۱) کشکول ج۲.

رکعت میں حمد کے بعد یہ دعادس مرتبہ پڑھیں :

"رب اغفرلی ولوالدیّ ولمن ادخل بیتی مومنا والمومنین والمومنات"

پھر قنوت انجام دے پھر رکوع و سجود انجام دینے کے بعد سلام و تشہد پڑھیں، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد تعقیبات میں دس مرتبہ یہ دعا پڑہیں :"رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا"[1]

پالنے والے میرے ماں، باپ پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے۔

شریعت اسلام میں والدین کے نام نماز مستحب قرار دینا ، اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کا مقام اللہ تعالی اور شریعت اسلام کی نگاہ میں بہت عظیم ہے کیونکہ شریعت میں معصومین علیہم السلام کے بعد سوائے والدین کے اور کسی عام انسان کے نام کوئی نماز مستحب نہیں ہے ۔

یہ حقیقت میں والدین کی عظمت پر ایک ایسا اشارہ ہے جس سے انسان حیران رہ جاتا ہے۔

---

(۱)مفاتیح الجنان، ص ۳۹٤.

خاتمہ

﴿ "لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا﴾"

خداوند نے کسی بھی انسان کو اسکی قدرت سے بالاتر کوئی تکلیف نہیں دی ہے لہذا دور جدید میں خیالات اور تفکرات کو زمانہ کے تقاضوں کے مطابق جمع بندی کرنا اخلاقی فرائض میں سے ایک ہے لیکن بہت ہی مصروفیات اور قلت وقت کی وجہ سے گذشتہ قضایا کی توضیحات صرف آیات اور روایات کی حدتک رہی ہے اگرچہ حقوق والدین کی بحث اور اس کا موضوع بہت اہم ہونے اور روایات میں وسیع پیمانہ پر بیان ہونے کی وجہ سے پورا سیر بحث مکمل کرنا بہت ہی دشوار ہے کیونکہ احترام والدین آیات وروایات میں مفصل بیان کرنے کے علاوہ فطری اور عقلی بھی ہے لہذا اس کو عقل اور فطرت کی روشنی میں توضیح دینا آج کل کے ہر محقق کا پسندیدہ نظریہ ہے لیکن بہت سے افراد قضایائے عقلی اور فطری کو مشکل سمجھتے ہیں لہذا بہت ہی احتیاط کے ساتھ احترام والدین سے مربوط عناوین کو سادہ سے سادہ الفاظ میں توضیح دیے ہیں تاکہ خوش نصیب افراد کے لئے احترام والدین اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا باعث بنے۔

خالق منان سے امام زمان (ع) کے صدقے میں میری ناچیز زحمت کو قبول کرنے کی درخواست کے ساتھ ۔

قارئین کرام سے بھی گذارش ہے کہ میرے لئے خلوص اور ایمان کی دعا فرمائیں۔

گرقبول افتدزہ عزوشرف۔

الاحقر المذنب محمد باقر مقدسی ہلال آبادی

حوزہ علمیہ قم.

۱۷ / ربیع الاول ۱٤۲۳ق ھ .

فہرست منابع

قرآن کریم

الف

السعادات جلد دوم

اصول کافی

الدین فی نصص

ارزش پدر ومادر

اخلاق زن وشوہر

ب

بحارالانوار ج۷۴،۷۳،۷۲،۷۱،۱۷،۲

ت

تحف العقول

تفسیر فرمان علی نجفی

ج

جامع الاخبار

جامع السعادات

ح

حقوق والدین

د

داستانهای شیرین وشنیدنی

ق

قرة العین فی حقوق الوالدین

ک

کشکول ج ۲

کتابچه ای بنام مادر

کشف الغمه

کنز العمال

کیفر کردار جلد اول

م

من لایحضره الفقیه

معانی الاخبار

مفاتیح الجنان

معاد شناسی

مشکاة الانوار

معراج السعادہ

میزان الحکمة جلد ۱۰

مستدرک

ن

نہج البلاغہ

نصائح

و

وسائل الشیعہ

پرنٹ چہارم آمادہ چاپ۔

پرنٹ چہارم شد۔

فہرست

انتساب ۴

مقدمہ ۵

پہلی فصل.. ۸

احترام والدین.. ۸

الف۔ قرآن کی روشنی میں.. ۸

تحلیل آیت:.. ۸

دوسری آیت :.. ۱۱

تفسیر آیت :.. ۱۱

تیسری آیت:.. ۱۳

تفسیر آیت :.. ۱۳

چوتھی آیت :.. ۱۴

تفسیر آیت:.. ۱۴

ب۔ فطرت کی روشنی میں.. ۱۵

شان نزول آیت :.. ۱۶

تفسیر آیہ شریفہ :.. ۱۷

دوسری آیت:.. ۱۷

تفسیر آیت :.. ۱۸

تیسری آیت:.. ۱۹

تفسیر آیت :.. ۱۹

ج۔ سنت کی روشنی میں ۲۰
تفسیر آیت : ۲۲
تفسیر و تحلیل: ۲۳
دوسری روایت : ۲۴
تیسری روایت : ۲۵
چوتھی روایت: ۲٦
پانچویں روایت: ۲۷
چھٹی روایت: ۲۸
ساتویں روایت: ۲۹
د۔ سیرت انبیاء کی روشنی میں........ ۲۹
دوسری فصل........ ۳۳
حقوق والدین........ ۳۳
الف: مالی تعاون : ۳۳
تشریح : ۳۴
تفسیر: ۳۵
ب۔ ماں باپ کے قرضے کو ادا کرنا ۳۸
تحلیل وتفسیر : ۴۰
ج۔ والدین کے حق میں دعا ۴۱
تفسیر آیت: ۴۲
تفسیر آیت: ۴۵

د۔ماں باپ کے سامنے انکساری ۴۹
پہلی آیت: ۴۹
دوسری آیت: ۵۰
تحلیل وتفسیر: ۵۲
ذ۔ والدین کی طرف سے صدقہ دینا ۵۳
اولاد کی زبان پر لازم حقوق: ۵۷
اولاد کے قلب پر لازم حقوق: ۵۸
والدین سے مربوط مالی حقوق: ۵۹
مرنے کے بعد اولاد پر لازم حقوق: ۶۰
ر۔ماں باپ کا احترام جہاد سے افضل ۶۳
س۔ماں باپ کافر بھی ہوں تو قابل احترام ہیں ۶۷
تحلیل وتفسیر حدیث: ۶۹
ش۔ ماں، باپ سے محبت کا حکم ۷۱
تیسری فصل ۷۵
احترام والدین کا دنیا میں نتیجہ ۷۵
الف۔ ماں باپ کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۷۸
ب۔ ماں باپ کی خدمت میں طول عمر ۸۱
ج ۔والدین کے احترام میں دولت ۸۴
د۔ والدین کے احترام میں کامیابی ۸۸
ز۔ ماں،باپ پر سختی کی ممانعت ۹۱

تفسیر و تحلیل:.. ۹۳
ر۔ والدین کی رضایت میں خدا کی رضایت.. ۹۵
چوتھی فصل.. ۹۸
احترام والدین کا آخرت میں نتیجہ.. ۹۸
الف ۔قبر کے عذاب سے نجات :.. ۹۸
ب۔ گناہوں کی معافی کا سبب:.. ۹۹
ج۔ والدین کی خدمت میں جنت.. ۱۰۲
توضیح :.. ۱۰۲
تحلیل :.. ۱۰۳
د ۔ حساب وکتاب میں آسانی.. ۱۰۵
پانچویں فصل.. ۱۰۹
عاق والدین.. ۱۰۹
الف۔ سب سے بڑا گناہ عاق والدین.. ۱۰۹
ب۔ عاق والدین کی مذمت.. ۱۱۴
توضیح:.. ۱۱۵
تفسیروتوضیح:.. ۱۱۹
ج۔عقوق والدین کا عقاب دنیامیں.. ۱۲۰
توضیح وتفسیر:.. ۱۲۱
توضیح و تحلیل:.. ۱۲۳
د۔عاق والدین کے مراتب.. ۱۲۴

توضیح و تحلیل: ۱۲۵
ز۔عاق والدین جنت سے محروم ہونے کا ذریعہ ۱۲۷
توضیح و تحلیل: ۱۲۸
ر۔والدین کے حق میں نماز ۱۲۹
نیت: ۱۳۰
خاتمہ ۱۳۲
فہرست منابع ۱۳۳